برکات الامداد لاہل الاستمداد

بنام

یااللہ مدد

باقی سب شرک و بدعت

کہنا کیسا ہے؟

مصنف

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی

تسہیل وحاشیہ

ابو تراب علامہ

ناصر الدین ناصر مدنی

ابتدائیہ

حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں

مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

محترم قارئین! باطل کے ابطال اور حق کے اظہار کے لئے علمائے اہل سنت ہر دور میں ہی جہاد بالقلم کے ذریعے دشمنانِ دین اور گستاخانِ انبیاء و اولیاء کی سرکوبی کرتے رہے ہیں ایسے ہی ایک مردِ مجاہد کا نام امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ الرحمن ہے جنہوں نے اپنے خونخوار و برق بار خنجر قلم کے ذریعے اعدائے دین کا بڑی جانفشانی، جرأت و شجاعت کے ساتھ قلع قمع کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھارکھی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیرِ نظر مایہ ناز و معرکۃ الآراء تصنیف برکات الامداد لاھل الاستمداد" بھی اسی سلسلے کی ایک منفرد کاوش ہے۔

وہابیہ دیوبندیہ کی ہمیشہ سے یہ معمول رہا ہے کہ یہ بولتے اور لکھتے وقت بالکل عقل استعمال نہیں کرتے اور ذرا ذرا سی بات پر تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کو آن کی آن میں بغیر سوچے سمجھے کافر مشرک و بدعتی قرار دے دیتے ہیں اور حال یہ ہے کہ انہی عقائد و اعمال کے خود بھی عامل ہیں یہ ان کے احمق و بے وقوف ہونے کا ثبوت نہیں تو کیا ہے کہ جن باتوں کو کفر و شرک سے ٹھہراتے ہیں خود بھی ان باتوں کو اپنائے ہوئے

ہیں۔

یہ جاہل وہابیہ دیوبندیہ اللہ کے علاوہ کسی اور سے مدد طلب کرنے کو شرک ٹھہراتے ہیں اور نعرہ لگاتے ہیں کہ" یااللہ مدد باقی سب شرک و بدعت" یااللہ مدد تک تو معاملہ یقینی طور پر صحیح ہے کہ یقیناً اللہ عزوجل کی مدد کے بغیر دنیاوآخرت کا کوئی بھی کام نہیں چل سکتا حتیٰ کہ پتہ بھی نہیں ہل سکتا لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ صحیح ہے کہ بیمار ہونے والے کو حکیم یاڈاکٹر کے پاس مدد حاصل کرنے اور حاکم کے پاس اپنے معاملے کی دادرسی کے جانے کا معمول اللہ عزوجل کے بنائے ہوئے قانون ہی کے تحت ہے۔ بلاشک وشبہ شفادینا اللہ عزوجل ہی کے اختیار میں ہے لیکن ڈاکٹر کے پاس علاج پانے اور حاکم کے پاس دادرسی چاہنے کو جانے والے کو یہ نہیں کہا جائیگا کہ تمہارا اللہ پر ایمان نہیں اور تمہیں صرف اللہ ہی سے مدد مانگنی چاہیے تھی۔ دراصل یہاں معاملہ کچھ اور ہے اور وہ انبیاء واولیاء سے بغض وعداوت ہے جس میں یہ وہابی دیوبندی مبتلا ہیں۔ یہ بغض وعداوت ہی ہے جو ان سے شرک شرک کی گردان کرواتا ہے اور عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کو مشرک وبدعتی ٹھہراتا ہے ورنہ قرآنی آیات وبکثرت احادیث مبارکہ کی روشنی میں تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ انسان ہر معاملے میں کسی نہ کسی کی مدد لینے پر مجبور ہے۔ چپل ٹوٹ جائے تو موچی کی مدد چاہیے اور فیوز اڑ جائے تو الیکٹریشن کی۔ یونہی گاڑی خراب ہوجائے تو مکینک کی مدد درکار اور بیمار پڑ جائے تو ڈاکٹر کی۔ یہاں تک کہ مرنے کے بعد بھی تجہیز وتکفین سے تدفین بلکہ اس کے بعد دوسروں کی مدد کی ضرورت پڑتی ہے اور اس کے بغیر گزارہ نہیں یہی قانونِ قدرت ہے۔ غرض یہ کہ غیر اللہ سے مدد

کے بغیر نہ یہ چلتے ہیں اور نہ ہم بس فرق محض اتنا ہے کہ ہمیں اولیاء اللہ کی مدد پر بھروسہ اور ان کو انگریز کی مدد پر یہی وجہ ہے کہ ہم اولیاء اللہ سے مدد طلب کریں تو مشرک ٹھہرائے جائیں اور یہ انگریز سے مدد لیں تو پکے سچے مسلمان قرار پائیں۔

اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں کہ حق پر کون اور باطل پر کون؟

اگر غیر جانبدارانہ منصفانہ نگاہ سے دیکھا جائے تو فیصلہ کرنے میں ذرا دیر نہ لگے گی ہم اہل سنت و جماعت اسلامی عقائد و اعمال پر کارمند ہیں اور یہ وہابیہ دیوبندیہ اپنے بدعقیدگیوں اور بداعمالیوں کے سبب اسلام سے کوسوں دور ہیں یہ الگ بات ہے کہ اسلام کا لبادہ اوڑھے یہ منافق بھیڑیئے بھولے بھالے مسلمانوں کے ایمان کو لوٹ لینے کے لئے سازشیں کرتے اور اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے گمراہی پھیلاتے نظر آتے ہیں۔

اللہ عزوجل ان اسلام دشمنوں کی چالبازیوں، مکاریوں اور فریب کاریوں سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔آمین

رسالہ

برکات الامداد لاہل الاستمداد ۱۳۱۱ھ

مدد طلب کرنے والوں کے لئے امداد کی برکتیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ ۱۶۵: از سہسوان محلہ شہباز پورہ مرسلہ احمد نبی خان ۱۴/ شعبان المعظم ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آیۃ وایاک نستعین کے معنی وہابی یوں بیان کرتا ہے کہ استعانت غیر حق سے شرک ہے

دیکھ حصر نستعین اے پاک دیں — استعانت غیر سے لائق نہیں

ذات حق بیشک ہے نعم المستعان — حیف ہے جو غیر حق کا ہو دھیان

اور علمائے صوفیہ کرام کا عقیدہ یوں ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالٰی کا بھی یہی ایمان تھا کہ ع

نداریم غیر از تو فریاد رس

ہم تیرے سوا کوئی فریاد کو پہنچنے والا نہیں رکھتے۔ت

اور حضرت مولانا نظامی گنجوی رحمہ اللہ تعالٰی بھی دعا میں عرض کرتے تھے

بزرگا بزرگی دہا بیکسم — توئی یاوری بخش ویاری رسم

اے بزرگ! بزرگی عطا فرما کہ میں بیکس ہوں، تو ہی حمایت کرنے والا اور میری

مدد کو پہنچنے والا ہے

اور حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قصہ دلچسپ وعبرت دلہا بیان کرتا ہے جو تحفۃ العاشقین میں لکھا ہے کہ ایک روز آپ نماز پڑھ رہے تھے جب نستعین پر پہنچے بیہوش ہوکر گر پڑے، جب ہوش ہوا فرمایا: جبرب العالمین ایاک نستعینفرمائے اور میں غیرحق سے مانگوں مجھ سے زیادہ بے ادب کون ہوگا، دوسری آیت شریف جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے قصہ کی کہانی وجہت وجھی للذیسے بیان کرتا ہے اور بہت سی آیت شریفہ اور حدیث پاک اور قول علماء وصوفیہ بتاتا ہے لہذا مستدعی خدمت عالی ہوں کہ تردید اس کی مرحمت ہو کہ اس دہابی سے بیان کروں جواب قرآن کا قرآن سے، حدیث کا حدیث سے، اقوال کا اقوال سے، ارشاد فرمائے گا اور معنی لفظی ہوں، بینوا توجروا

راقم نیاز احمد نبی خاں، سہسوان

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وبہ نستعین والصلوٰۃ والسلام علی اعظم غوث اکرم ومعین محمد والہ واصحابہ اجمعین ۔سب حمدیں اللہ تعالیٰ کے لیے، اور اسی سے ہم مدد چاہتے ہیں، اور صلوٰۃ وسلام سب سے بڑے بزرگی والے غوث ومددگار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ اجمعین ۔ت

الحمدُ للہ آیات کریمہ تو مسلمان کی ہیں اور حضرت مولٰنا سعدی ومولٰنا نظامی قدس سرہ السامی کے جو اشعار نقل کئے وہ بھی حق ہیں، مگر وہابی حق باتوں سے باطل معنی کا ثبوت چاہتا ہے جو ہرگز نہ ہوگا آیہ کریمہ انی وجہت وجہیکو تو اس مقام سے کوئی علاقہ ہی نہیں اس میں توجہ بقصد عبادت کا ذکر ہے کہ میں اپنی عبادت سے اسی کا قصد کرتا ہوں جس نے پیدا کئے

زمین وآسمان، نہ یہ کہ مطلق توجہ کا جس میں انبیاء واولیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے استعانت بھی داخل ہوسکے، جلالین شریفین میں اس آیہ کریمہ کی تفسیر فرمائی۔

قالوا الہ ماتعبد قال انی وجہت وجھی قصدت بعبادتی الخ۔

یعنی کافروں نے سیدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام سے کہا تم کسے پوجتے ہو فرمایا: میں اپنی عبادت سے اس کا قصد کرتا ہوں جس نے بنائے آسمان وزمین۔

آیت میں اگر مطلق توجہ مراد ہو تو کسی کی طرف منہ کر کے باتیں کرنا بھی شرک ہو نماز میں قبلہ کی طرف توجہ بھی شرک ہو کہ قبلہ بھی غیر خدا ہے خدا نہیں،

اور رب العزت جل وعلا کا ارشاد ہے:

حیثما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ

۲۔ جہاں کہیں ہو اپنا منہ قبلہ کی طرف کرو۔

معاذ اللہ شرک کا حکم دینا ٹھہرے، مگر وہابیہ کی عقل کم ہے۔ آیہ کریمہ وایاک نستعین مناجات سعدی ونظامی میں استعانت وفریاد رسی ویاوری دیاری حقیقی کا حضرت عزوجل وعلا میں حصر ہے نہ کہ مطلق کا، اور بلاشبہہ حقیقت ان امور بلکہ ہر کمال بلکہ ہر وجود ہستی کی خاص بجناب احدیت عزوجل ہے استعانت حقیقیہ یہ کہ اسے قادر بالذات ومالک مستقل وغنی بے نیاز جانے کہ بے عطائے الٰہی وہ خود اپنی ذات سے اس کام کی قدرت رکھتا ہے، اس معنی کا غیر خدا کے ساتھ اعتقاد ہر مسلمان کے نزدیک شرک ہے نہ ہرگز کوئی مسلمان غیر کے ساتھ اس معنی کا قصد کرتا ہے بلکہ واسطہ وصول فیض وذریعہ ووسیلہ قضائے حاجات جانتے ہیں اور یہ قطعاً حق ہے۔ ۳؎ خود رب العزت تبارک وتعالیٰ نے قرآن عظیم میں حکم فرمایا:

وابتغوا الیہ الوسیلۃ ۴

اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

بایں معنی استعانت بالغیر ہرگز اس سے حصر ایاک نستعین کے منافی نہیں، جس طرح وجود حقیقی کہ خود اپنی ذات سے بے کسی کے پیدا کئے موجود ہونا خالص بجناب الٰہی تعالیٰ وتقدس ہے۔ پھر اس کے سبب دوسرے کو موجود کہنا شرک نہ ہوگیا جب تک وہی وجود حقیقی نہ مراد لے۔ حقائق الاشیاء ثابتۃ پہلا عقیدہ اہل اسلام کا ہے۔ یونہی علم حقیقی کہ اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو، اور تعلیم حقیقی کہ بذات خود بے حاجت بہ دیگرے القائے علم کرے، اللہ جل جلالہ سے خاص ہیں، پھر دوسرے کو عالم کہنا یا اس سے علم طلب کرنا شرک نہیں ہوسکتا جب تک وہی معنی اصلی مقصود نہ ہوں، خود رب العزت تبارک وتعالیٰ قرآن عظیم میں اپنے بندوں کو علیم وعلماء فرماتا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد کرتا ہے:

یعلمهم الکتب والحکمة ۵ یہ نبی انھیں کتاب وحکمت کا علم عطا کرتا ہے۔

یہی حال استعانت وفریاد رسی کا ہے کہ ان کی حقیقت خاص بخدا اور بمعنی وسیلہ وتوسل وتوسط غیر کے لئے ثابت اور قطعاً روا، بلکہ یہ معنی تو غیر خدا ہی کے لئے خاص ہیں اللہ عزوجل وسیلہ وتوسل وتوسط بننے سے پاک ہے۔ اس سے اوپر کون ہے کہ یہ اس کی طرف وسیلہ ہوگا اور اس کے سوا حقیقی حاجت روا کون ہے۔ کہ یہ بیچ میں واسطہ بنے گا، ولہذا حدیث میں ہے جب اعرابی نے حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم حضور کو اللہ تعالیٰ کی طرف شفیع بناتے ہیں اور اللہ عزوجل کو حضور کے سامنے شفیع لاتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سخت گراں گزرا دیر تک سبحان اللہ فرماتے رہے۔ پھر فرمایا:

ویحک انه لایستشفع باللّٰه علی احد شان اللّٰه اعظم من

ذٰلک، روہ ابو داؤد ٦ عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

ارے نادان! اللہ کو کسی کے پاس سفارشی نہیں لاتے ہیں کہ اللہ کی شان اس سے بہت بڑی ہے اسے ابوداؤد نے جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت

اہل اسلام انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے یہی استعانت کرتے ہیں جو اللہ عزوجل سے کیجئے تو اللہ اور اس کا رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غضب فرمائیں اور اسے اللہ جل وعلا کی شان میں بے ادبی ٹھہرائیں، اور حق تو یہ ہے کہ اس استعانت کے معنی اعتقاد کر کے جناب الٰہی جل وعلا سے کرے تو کافر ہو جائے مگر وہابیہ کی بدعقلی کو کیا کہیئے، نہ اللہ جل جلالہ کا ادب نہ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے خوف، نہ ایمان کا پاس خواہی نخواہی اس استعانت کو ایاک نستعین میں داخل کر کے جو اللہ عزوجل کے حق میں محال قطعی ہے اسے اللہ تعالٰی سے خاص کئے دیتے ہیں۔ایک بیوقوف وہابی نے کہا تھا

وہ کیا ہے جو نہیں ملتا خدا سے
جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے

فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے کہا

توسل کر نہیں سکتے خدا سے
اسے ہم مانگتے ہیں اولیاء سے

یعنی یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ خدا سے توسل کر کے اسے کسی کے یہاں وسیلہ و ذریعہ بنائے اس وسیلہ بننے کو ہم اولیائے کرام سے مانگتے ہیں کہ وہ دربارہ الٰہی میں ہمارا وسیلہ و ذریعہ و واسطہ قضائے حاجات ہو جائیں اس بے وقوفی کے سوال کا جواب اللہ عزوجل نے اس آیہ کریمہ میں دیا ہے۔

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لهم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما ۷۔

اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم یعنی گناہ کر کے تیرے پاس حاضر ہوں اور اللہ سے معافی چاہیں اور معافی مانگے ان کے لئے رسول، تو بیشک اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان پائیں گے۔

کیا اللہ تعالیٰ اپنے آپ نہیں بخش سکتا تھا۔ پھر یہ کیوں فرمایا کہ اے نبی! تیرے پاس حاضر ہوں اور تو اللہ سے ان کی بخشش چاہے تو یہ دولت ونعمت پائیں گے ۸۔ یہی ہمارا مطلب ہے۔ جو قرآن کی آیت صاف فرمارہی ہے۔ مگر وہابیہ تو عقل نہیں رکھتے۔

خدارا انصاف! اگر آیہ کریمہ ایاک نستعین میں مطلق استعانت کا ذات الٰہی جل وعلا میں حصر مقصود ہو تو کیا صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی سے استعانت شرک ہوگی، کیا یہی غیر خدا ہیں، اور سب اشخاص واشیاء وہابیہ کے نزدیک خدا ہیں یا آیت میں خاص انھیں کا نام لے دیا ہے کہ ان سے شرک اوروں سے روا ہے۔ نہیں نہیں، جب مطلقاً ذات احدیت سے تخصیص اور غیر سے شرک ماننے کی ٹھہری تو کیسی ہی استعانت کسی غیر خدا سے کی جائے ہمیشہ ہر طرح شرک ہی ہوگی کہ انسان ہوں یا جمادات ۹، احیاء ہوں یا اموات ۱۰، ذوات ہوں یا صفات، افعال ہوں یا حالات، غیر خدا ہونے میں سب داخل ہیں، اب کیا جواب ہے آیہ کریمہ کا کہ رب جل وعلا فرماتا ہے:

واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ ۱۱۔ استعانت کرو صبر ونماز سے۔

کیا صبر خدا ہے جس سے استعانت کا حکم ہوا ہے۔ کیا نماز خدا ہے جس سے استعانت کو ارشاد کیا ہے ۱۲۔ دوسری آیت میں فرماتا ہے:

وتعاونوا علی البر والتقوٰی [۱۳]

آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو بھلائی اور پرہیزگاری پر۔

کیوں صاحب! اگر غیر خدا سے مدد لینی مطلقاً محال ہے تو اس حکم الٰہی کا حاصل کیا، اور اگر ممکن ہو تو جس سے مدد مل سکتی ہے اس سے مدد مانگنے میں کیا زہر گھل گیا۔

احادیث مبارکہ

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حدیثوں کی تو گنتی ہی نہیں بکثرت احادیث میں صاف صاف حکم ہے۔ کہ۔۔۔۔۔۔۔۔صبح کی عبادت سے استعانت کرو۔۔۔۔۔شام کی عبادت سے استعانت کرو۔۔۔

کچھ رات رہے کی عبارت سے استعانت کرو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔علم کے لکھنے سے استعانت کرو ۔۔۔۔۔۔۔۔سحری کے کھانے سے استعانت کرو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دوپہر کے سونے سے وصدقہ سے استعانت کرو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حاجت روائیوں میں حاجتیں چھپانے سے استعانت کرو۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیا یہ سب چیزیں وہابیہ کی خدائیں کہ ان سے استعانت کا حکم آیا ۔یہ حدیثیں خیال میں نہ ہوں تو مجھ سے سنئے:

۱ البخاری والنسائی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اِسْتَعِیْنُوْا بِالْغَدْوَۃِ وَالرَّوْحَۃِ وَشَیْئٍ مِّنَ الدَّلْجۃِ ۱۴۔

امام بخاری اورنسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: صبح وشام اوررات کے کچھ حصہ میں عبادت سے استعانت کرو۔ت

۲ الترمذی عن ابی ہریرۃ ۱۵۔ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کیا۔ت

۳ والحکیم الترمذی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم استعن بیمینک علی حفظک

۱۶؎ حکیم ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا کہ اپنے حافظہ کی امداد کرو اپنے ہاتھ سے۔ت

۴ ابن ماجه والحاكم والطبرانی فی الكبير والبيهقی فی شعب الايمان عنه رضی الله تعالٰی عنه عن النبی صلی الله تعالٰی عليه وسلم استعينوا بطعام السحر علی صيام النهار وبالقيلولة علی قيام الليل ۱۷؎

ابن ماجہ اور حاکم اور طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: دن کے روزے رکھنے پر سحری کے کھانے سے استعانت کرو اور رات کے قیام کے لئے قیلولہ سے استعانت کرو۔ت

۵ الديلمی فی مسند الفردوس عن عبدالله بن عمرو رضی الله تعالٰی عنهما عن النبی صلی الله تعالٰی عليه وسلم استعينوا علی الرزق بالصدقة ۱۸؎

دیلمی نے مسند فردوس میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا کہ رزق پر صدقہ سے استعانت کرو۔ت

۶ ابن عدی فی الكامل عن انس بن مالك رضی الله تعالٰی عنه عن النبی صلی الله تعالٰی عليه وسلم استعينوا علی النساء بالعری فان احدهن اذا كثرت ثيابها واحسنت زينتها اعجبها الخروج ۱۹؎ ابن عدی نے کامل میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے انھوں نے حضور

اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ عورتوں کے خلاف استعانت حاصل کرو تنگی لباس سے، کیونکہ جب وہ ان کے جوڑے زیادہ ہوں گے اور ان کی زینت اچھی بنے گی وہ باہر نکلنا پسند کریں گی۔ت

۷ الطبرانی فی الکبیر والعقیلی و ابن عدی وابونعیم فی الحلیة والبیهقی فی الشعب عن معاذ بن جبل ۲۰؎ طبرانی نے کبیر میں اور عقیلی اور ابن عدی اور ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے شعب میں معاذ بن جبل سے روایت کیا۔ت

۸ والخطیب عن ابن عباس ۲۱؎ خطیب نے ابن عباس سے روایت کیا۔ت

۹ والخلعی فی فوائدہ عن امیر المومنین علی ن المرتضی ۲۲؎ خلعی نے اپنی فوائد میں امیر المؤمنین حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا۔ت

۱۰ والخرائطی فی اعتلال القلوب عن امیر المومنین عمر الفاروق رضی اللہ تعالٰی عنهم عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم استعینوا علی انجاح الحوائج بالکتمان ۲۳؎ خرائطی نے اعتلال میں امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ حاجت روائیوں میں حاجتیں چھپانے سے استعانت کرو۔ت

یہ دس حدیثیں تو افعال سے استعانت میں ہوئیں، بیس حدیثیں اشخاص سے استعانت میں لیجئے کہ تیس احادیث کا عدد کامل ہو۔

حدیث ۱۱: احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ بسند صحیح ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: انا لانستعین بمشرک ۲۴؎ ہم کسی

مشرک سے استعانت نہیں کرتے۔

اگر مسلمان سے استعانت بھی ناجائز ہوتی تو مشرک کی تخصیص کیوں فرمائی جاتی، ولہذا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے ایک نصرانی غلام وثیق نامی سے کہ دنیاوی طور کا امانت دار تھا ارشاد فرماتے ہیں: اَسْلِمْ اَسْتَعِنْ بِکَ عَلٰی اَمَانَۃِ الْمُسْلِمِیْنَ۔ مسلمان ہوجا کہ میں مسلمانوں کی امانت پر تجھ سے استعانت کروں۔

وہ نہ مانتا تو فرماتے ہم کافر سے استعانت نہ کریں گے۔

حدیث ۱۲: امام بخاری تاریخ میں حبیب بن یساف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: انا لانستعین بالمشرکین علی المشرکین ۲۵۔ ورواہ الامام احمد ایضا۔ ہم مشرکوں سے مشرکوں پر استعانت نہیں کرتے، امام احمد نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ت

حدیث ۱۳: صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن نسائی میں ہے چند قبائل عرب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے استعانت کی، حضور والا نے مدد عطا فرمائی۔

عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اتاہ رعل وذکوان وعصیۃ وبنولحیان فزعموا انھم قد اسلموا واستمدوہ علی قومھم فامدھم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۲۶ الحدیث۔

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس رعل، ذکوان، عصیہ اور بنولحیان قبائل کے لوگ آئے اور انھوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ وہ اسلام قبول کرچکے ہیں اور اپنی قوم کے لئے آپ سے مدد طلب کی، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

نے ان کی مدد کی۔الحدیث۔ت

حدیث ۱۴: صحیح مسلم وابوداؤد وابن ماجہ ومعجم کبیر طبرانی میں ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے حضور پرنور سید العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں، عرض کی میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں حضور کی رفاقت عطا ہو، فرمایا بھلا اور کچھ، عرض کی بس میری مراد تو یہی ہے، فرمایا تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے،

قال کنت ابیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فاتیتہ بوضوئہ وحاجتہ فقال لی سل، ولفظ الطبرانی فقال یوما یاربیعۃ سلنی فاعطیک رجعنا الی لفظ مسلم فقال فقلت اسألک مرافقتک فی الجنۃ، قال اوغیر ذٰلک۔ قلت ہو ذاک، قال فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود ۲۷؎۔

الحمدللہ یہ جلیل ونفیس حدیث صحیح اپنے ہر ہر فقرہ سے وہابیت کش ہے۔حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اَعِنّی فرمایا کہ میری اعانت کر، اسی کو استعانت کہتے ہیں، یہ درکنار حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مطلق طور پر سَل فرمانا کہ مانگ کیا مانگتا ہے، جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجت روا فرماسکتے ہیں، دنیا وآخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جب تو بلاتقیید وتخصیص ۲۸؎ فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں: از اطلاق سوال کہ فرمود سَل بخواہ وتخصیص نکرد بمطلوبی خاص

معلوم میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست صلی تعالٰی علیہ وسلم ہر چہ خواہد ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔

فان من جودك الدنیا وضرتها

ومن علومك علم اللوح والقلم [29]

مطلق سوال کے متعلق فرمایا سوال کر جس میں کسی مطلوب کی تخصیص نہ فرمائی، تو معلوم ہوا کہ تمام اختیارات آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دست کرامت میں ہیں، جو چاہیں جس کو چاہیں اللہ تعالٰی کے اذن سے عطا کریں، آپ کی عطا کا ایک حصہ دنیا و آخرت ہے اور آپ کے علوم کا ایک حصہ لوح و قلم کا علم۔ت

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں: یوخذ من اطلاق صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الامر بالسؤال ان اللہ مکنه من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق [30] یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالٰی کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں۔ت

پھر لکھا:

وذکر ابن سبع فی خصائصه وغیرہ ان اللہ تعالٰی اقطعه ارض الجنة یعطی منها ماشاء لمن یشاء [31]

یعنی امام ابن سبع وغیرہ علماء نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر کردی ہے کہ اس میں سے جو چاہیں جسے چاہیں بخش دیں۔ت

امام اجل سیدی ابن حجر مکی قدس سرہ، المکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں: انه صلی تعالٰی علیه وسلم خلیفة الله الذی جعل خزائن کرمه و موائد نعمه طوع یدیه وتحت ارادته یعطی منها من یشاء ویمنع من یشاء ۳۲؎ بے شک نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں، اللہ تعالٰی نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دست قدرت کے فرمانبردار اور حضور کے زیر حکم وارادہ واختیار کردئے ہیں کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے۔ت

اس مضمون کی تصریحیں کلمات ائمہ وعلماء واولیاء وعرفاء میں حد تواتر پر ہیں ۳۳؎ جو ان کے انوار سے دیدہ ایمان منور کرنا چاہے فقیر کا رسالہ السلطنة المصطفی فی ملکوت کل الوری ۱۲۹۷ء مطالعہ کرے۔

اس جلیل حدیث میں سب سے بڑھ کر جان وہابیت پر یہ کیسی آفت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس ارشاد پر حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جنت مانگی کہا اسألک مرافقتک فی الجنة یارسول اللہ! میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں رفاقت والا سے مشرف ہوں، وہابیہ کے طور سے یہ کیسا کھلا شرک ہے مگر اس کی شکایت کیا، ابھی فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے بجواب سوال دہلی ایک نفیس رسالہ "اکمال الطامة علی شرک سوی بالامور العامة" تالیف کیا اور بتوفیقہ تعالٰی اس میں تین سو ساٹھ آیتوں حدیثوں سے ثبوت دیا کہ وہابیہ کے طور پر حضرات انبیاء کرام وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام سے لے کر حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور خود حضرت رب العزت جل جلالہ تک معاذ اللہ کوئی شرک سے محفوظ نہیں، ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم ؎

مذہب معلوم واہل مذہب معلوم ایک مذہب میں شرک اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے وہ سب کو معلوم ہے اور مذہب والے بھی سب کو معلوم ہیں ۳۳؎

حدیث ۱۵ تا ۲۸: چودہ حدیثوں میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ ۳۴؎ خیر طلب کرو نیک رویوں کے پاس۔

وفی لفظ دوسرے الفاظ میں: اطلبوا الخیر والحوائج من حسان الوجوہ ۳۵؎ نیکی اور حاجتیں خوبصورتوں سے مانگو۔

وفی لفظ بالفاظ دیگر: اذا ابتغیتم المعروف فاطلبوہ عند حسان الوجوہ ۳۶؎ جب نیکی چاہو تو خوبرویوں کے پاس طلب کرو

وفی لفظ دوسرے لفظوں میں: اذا طلبتم الحاجات فاطلبوہا عند حسان الوجوہ ۳۷؎ جب حاجتیں طلب کرو خوش چہروں کے پاس طلب کرو۔

وفی لفظ بزیادۃ اضافہ کے ساتھ دیگر الفاظ میں: فان قضٰی حاجتک قضاھا بوجہ طلق و ان ردک ردک بوجہ طلق، اخرجہ الامام البخاری فی التاریخ ۳۸؎ وابوبکر بن ابی الدنیا فی قضاء ۳۹؎ الحوائج وابویعلی فی مسندہ ۴۰؎ والطبرانی فی الکبیر والعقیلی ۴۱؎ وابن عدی ۴۲؎ والبیہقی فی شعب الایمان ۴۳؎ وابن عساکر ۴۴؎

خوش جمال آدمی اگر تیری حاجت روا کرے گا تو بکشادہ روئی اور تجھے پھیرے گا تو بکشادہ پیشانی۔ اسے امام بخاری نے تاریخ میں، ابوبکر بن ابی الدنیا نے قضاء الحوائج میں

ابویعلٰی نے اپنی مسند میں طبرانی نے کبیر میں۔ عقیلی نے عدی نے بیہقی نے شعب الایمان میں اورابن عساکر نے روایت کیا۔ت

۱۵عن ام المؤمنین الصدیقة وعبد بن حمید فی مسنده، وابن حبان فی الضعفاء وابن عدی فی الکامل ۴۵ والسلفی فی الطیوریات۔ ۱۵حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کو عبد بن حمید نے اپنی مسند اور ابن حبان نے ضعفاء اور ابن عدی نے کامل اور سلفی نے طیوریات میں ذکر کیا۔

ت

۱۶عن عبداللہ بن عمر الفاروق، وابن عساکر ۴۶ وکذا الخطیب ۴۷ فی تاریخهما۔

۱۶حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی روایت کو اور ابن عساکر اور ایسے ہی خطیب نے اپنی اپنی تاریخ میں ذکر کیا۔ت

۱۷عن انس بن مالک بلفظ التمسواء والطبرانی فی الاوسط ۴۸ والعقیلی ۴۹ و الخرائطی فی اعتلال القلوب وتمام فی فوائده وابو سهل عبدالصمد بن عبدالرحمن البزار فی جزئه وصاحب المهروانیات۔

۱۷حضرت انس بن مالک کی روایت میں المتسوا کا لفظ ہے اور اس کو طبرانی نے اوسط اور عقیلی اور خرائطی نے اعتلال القلوب اور تمام نے اپنی فوائد میں اور ابوسہیل عبدالصمد بن عبدالرحمن بزار نے اپنی جزء میں اور مہروانیات والے نے روایت کیا ہے۔ت

۱۸عن جابر بن عبداللہ والدارقطنی فی الافراد ۵۰ بلفظ ابتغوا والعقیلی وابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج ۵۱ و الطبرانی فی

الاسط وتمام والخطیب فی رواۃ مالک۔

۱۸حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کہ دارقطنی ابتغوا کے لفظ کے ساتھ اور عقیلی اور ابن ابی الدنیا نے قضاء الحوائج میں اور طبرانی نے اوسط میں اور تمام اور خطیب نے رواۃ مالک میں ذکر کیا ہے۔ت

۱۹عن ابی ہریرۃ وابن النجار فی تاریخۃ۔ ۵۲۔ ۱۹حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو ابن النجار نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔ت

۲۰عن امیر المومنین علی المرتضی والطبرانی فی الکبیر ۵۳۔ ۲۰ حضرت امیر المومنین علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو طبرانی نے کبیر میں ذکر کیا۔

۲۱عن یزید بن خصیفہ عن ابیہ عن جدہ ابی خصیفہ بلفظ التمسوا وتمام فی الفوائد۔

۲۱حضرت یزید بن خصیفہ نے اپنے والد انھوں نے یزید کے دادا ابی خصیفہ سے التمسوا کے لفظ کے ساتھ اور تمام نے فوائد میں ذکر کیا۔

۲۲عن ابی بکرۃ والخطیب ۵۴وتمام ولفظ التمسوا والبیہقی فی الشعب والطبرانی ۵۵۔

۲۲حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کو اور خطیب اور تمام نے التمسوا کے لفظ کو اور بیہقی نے شعب میں اور طبرانی نے ذکر کیا۔ت

۲۳عن عبداللہ بن عباس ہذا الاخیر منہم خاصۃ عن ابن عباس باللفظ الثانی وابن عدی عن ام المومنین باللفظ الثالث. واخرجہ بن عدی فی الکامل والبیہقی فی الشعب ۵۶۔

۲۳ یہ آخری ان سے خاص حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ثانی لفظ کے ساتھ اور ابن عدی نے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے تیسرے لفظ کے ساتھ اس کو ابن عدی نے کامل میں اور بیہقی نے شعب میں ذکر کیا۔ت

۲۴ عن عبداللہ بن جراد باللفظ الرابع، واحمد بن منیع فی مسندہ عن الحجاج بن یزید۔ ۲۴ حضرت عبداللہ بن جراد سے چوتھے لفظ کے ساتھ اور احمد بن منیع نے اپنی مسند میں حجاج بن یزید نے ذکر کیا۔ت

۲۵ عن ابیہ یزید القسملی ۵۷ باللفظ الخامس رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین ہذہ کلہا مسندات وابوبکر ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ۔ ۲۵ اس نے اپنے باپ یزید قسملی سے پانچویں لفظ کے ساتھ رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین یہ تمام مسندات اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ذکر کیا۔ت

۲۶ عن ابن مصعب ۵۸ الانصاری و ۲۷ عن عطاء ۵۹ و ۲۸ عن الزہری ۶۰ مرسلات۔ ۲۶ ابن مصعب انصاری سے اور ۲۷ عطاء سے ۲۸ اور زہری سے سب مرسلات ہیں۔

امام محقق جلال الملۃ والدین سیوطی فرماتے ہیں: الحدیث فی نقدی حسن صحیح ۶۱ یہ حدیث میری پرکھ میں حسن صحیح ہے۔ قلت وقولہ ھذا لا شک حسن صحیح فقد بلغ حد التواتر علی رائی میں کہتا ہوں اور ان کا یہ قول حق ہے بیشک یہ حسن صحیح حد تواتر کو پہنچی ہے میری رائے میں

حضرت عبداللہ بن رواحہ یا حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں:

قد سمعنا نبینا قال قولا ھو لمن یطلب الحوائج راحۃ

اغتدوا واطلبوا الحوائج ممن زين الله وجهه بصباحة [٦٢]

یعنی بے شک ہم نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک بات فرماتے سنا کہ وہ حاجت مانگنے والوں کے لئے آسائش ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ صبح کرو اور حاجتیں اس سے مانگو جس کا چہرہ اللہ تعالیٰ نے گورے رنگ سے آراستہ کیا ہے۔ رواہ العسکری۔

حدیث ۲۹:

کہ حضرت پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلی آلہ فرماتے ہیں: اطلبوا الفضل عند الرحماء من امتی تعیشوا فی اکنافھم فان فیھم رحمتی [٦٣] فضل میرے رحمدل امتیوں کے پاس طلب کرو کہ ان کے سائے میں چین کرو گے کہ ان میں میری رحمت ہے۔

وفی لفظ اور دوسرے الفاظ میں۔ ت: اطلبوا الحوائج الی ذوی الرحمة من امتی ترزقوا تنجحوا [٦٤] اپنی حاجتیں میرے رحمدل امتیوں سے مانگو رزق پاؤ گے مرادیں پاؤ گے۔

وفی لفظ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالفاظ دیگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ت: یقول اللہ عزوجل اطلبوا الفضل من الرحماء من عبادی تعیشوا فی اکنافھم فانی جعلت فیھم رحمتی [٦٥] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فضل میرے رحمدل بندوں سے مانگو ان کے دامن میں عیش کرو گے کہ میں نے اپنی رحمت ان میں رکھی ہے۔

رواہ باللفظ الاول ابن حبان والخرائطی فی مکارم الاخلاق والقضاعی فی مسند الشھاب والحاکم فی التاریخ وابوالحسن

الموصلی وبالثانی العقیلی والطبرانی فی الاوسط وبالثالث العقیلی، کلھم عن ابی سعید ن الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

روایت کیا پہلی حدیث کو ابن حبان اور خرائطی نے مکارم الاخلاق میں اور قضاعی نے مسند الشہاب میں اور حاکم نے تاریخ میں، اور ابوالحسن موصلی نے اور دوسری حدیث کو عقیلی اور طبرانی نے اوسط میں، اور تیسری حدیث کو عقیلی نے یہ ساری حدیثیں ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی گئیں۔ت

حدیث ۳۰: کہ حضور والا ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: اطلبوا المعروف من رحماء امتی تعیشوا فی اکنافھم. اخرجه الحاکم٦٦ فی المستدرک عن امیر المومنین علی المرتضی کرم الله وجهه الاسنی۔ میرے نرم دل امتیوں سے نیکی واحسان مانگو ان کے ظل عنایت میں آرام کروگے، اسے حاکم نے مستدرک میں امیرالمومنین علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الاسنی سے روایت کیا۔ت

انصاف کی آنکھیں کہاں ہیں، ذرا ایمان کی نگاہ سے دیکھیں یہ سولہ بلکہ سترہ حدیثیں کیسا صاف صاف واشگاف فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے نیک امتیوں سے استعانت کرنے ان سے حاجتیں مانگنے، ان سے خیر واحسان کرنے کا حکم دیا کہ وہ تمہاری حاجتیں بکشادہ پیشانی روا کرینگے، ان سے مانگو تو رزق پاؤ گے، مرادیں پاؤ گے، ان کے دامن حمایت میں چین کروگے ان کے سایہ عنایت میں عیش اٹھاؤ گے۔

یارب! مگر استعانت اور کس چیز کا نام ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا صورت استعانت ہوگی، پھر حضرات اولیاء سے زیادہ کون سا امتی نیک ورحمدل ہوگا کہ ان سے استعانت شرک ٹھہرا کہ اس سے حاجتیں مانگنے کا حکم دیا جائے گا؟، الحمدللہ حق کا آفتاب بے

پردہ وحجاب روشن ہوا، مگر وہابیہ کا منہ خدا نے مارا ہے انھیں اس عیش چین آرام، خیر، برکت، سایہ رحمت، دامن رافت میں حصہ کہاں، جس کی طرف مہربان خدا مہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے امتیوں کو بلا رہا ہے ع

گر برتو حرام ست حرامت بادا ا گر تجھ پر حرام ہے تو حرام رہے۔ت

والحمدللہ رب العلمین تیس حدیث کا وعدہ بحمداللہ پورا ہوا، آخر میں تین حدیثیں وہابیت کش اور سنتے جائیے کہ عدد وتر اللہ عزوجل کو محبوب ہے:

حدیث ۳۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اذا ضل احد کم شیئا وارادعونا وہو بارض لیس بہا انیس فلیقل یاعباد اللہ اعینونی یاعباداللہ اعینونی یا عباداللہ اعینونی فان اللہ عباد الایراہم ۶۸۔ والحمد اللہ رواہ الطبرانی عن عتبۃ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا راہ بھول جائے اور مدد چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہیے یوں پکارے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنھیں یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کرینگے والحمدللہ اسے طبرانی نے عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کیا۔ت

حدیث ۳۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جب جنگل میں جانور چھوٹ جائے فلیناد یاعباد اللہ احبسو تو یوں ندا کرے اے اللہ کے بندو! روک دو، عباداللہ اسے روک دیں گے،

رواہ ابن السنی ۶۹۔ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ اسے ابن السنی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا۔ت

حدیث ۳۴: کہ فرماتے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: یوں ندا کرے اعینوا یا عباد اللہ مدد کرواے اللہ کے بندو۔

رواہ ابن ابی شیبہ ۷۰ والبزار عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما اسے ابن بی شیبہ اور بزار نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت

یہ حدیثیں کہ تین صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے روایت فرمائیں قدیم سے اکابر علمائے دین رحمہم اللہ تعالٰی کی مقبول و معمول و مجرب ہیں، اس مطلب کی قدرے تفصیل اور ان حدیثوں کی شوکت قاہرہ کے حضور وہابیہ کی حرکت مذبوحی کا حال دیکھنا ہو تو فقیر کا رسالہ" انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار" ملاحظہ ہو۔ اور اس سے زائد ان حضرات کی بری حالت حدیث اجل واعظم یا محمد انی توجہت بک الی ربی اے یا محمد! میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں۔ت کے حضور ہے کہ وہ حدیث صحیح وجلیل ومشہور منجملہ اعظم واکبر احادیث استعانت ہے جس سے ہمیشہ ائمہ دین مسئلہ استعانت میں استدلال فرماتے رہے۔

اس کی تفصیل بھی فقیر کے اسی رسالے میں مسطور ہے کہ یہاں بخوف تطویل ذکر نہ کی۔

اقوال علماء: رہے اقوال علماء ان کا نام لینا تو وہابی صاحبوں کی بڑی حیاداری ہے صدہا قول علماء اہلسنت وائمہ ملت کے نہ صرف ایک بار بلکہ بار بار نہ صرف ایک آدھ رسالے بلکہ تصانیف کثیرہ اہلسنت میں ان حضرات کے سامنے پیش ہو چکے، دیکھ چکے، سن چکے، جانچ چکے، جن کے جواب سے آج تک عاجز ہیں اور بحوالہ تعالٰی قیامت تک عاجز رہیں گے۔ مگر آنکھوں کے ڈھلے پانی کا علاج کیا کہ اب بھی اقوال علماء کا نام لئے جاتے ہیں یعنی ہزار بار

مارا تو مارا اب کی بار مارلو تو جانیں ۔سبحان اللہ اشفاء السقام امام علامہ مجتہد فہامہ سیدی تقی الملۃ والدین علی بن عبدالکافی وکتاب الاذکار امام اجل اکمل سیدی ابو زکریا نووی واحیاء العلوم وغیرہ تصانیف عظیمہ امام الانام حجۃ الاسلام قطب الوجود محمد غزالی وروض الریاحین وخلاصۃ المفاخر، ونشر المحاسن وغیرہا تصانیف جلیلہ امام اجل اکرم عارف باللہ فقیہ محقق عبداللہ بن سعد یافعی وحصن حصین امام شمس الدین ابوالخیر ابن جزری ومدخل امام ابن الحاج محمد عبدری مکی ومواہب لدینہ ومنح محمدیہ امام احمد قسطلانی وافضل القریٰ لقریٰ ام القریٰ وجوہر منظم وعقود الجمان وغیرہ تصانیف امام عارف باللہ سیدی، ابن حجر مکی ومیزان امام اجل عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی وحرز ثمین ملا علی قاری ومجمع بحار الانوار علامہ طاہر فتنی ولمعات التنقیح واشعۃ اللمعات وجذب القلوب ومجمع البرکات ومدارج النبوۃ وغیرہا تالیف شیخ الشیوخ علماء الہند مولانا عبدالحق محدث دہلوی وفتاویٰ خیریہ خیر الملۃ والدین رملی ومراقی الفلاح علامہ حسن وفائی شرنبلالی ومطالع المسرات علامہ فاسی وشرح مواہب علامہ محمد زرقانی ونسیم الریاض علامہ شہاب الدین خفاجی وغیرہا تصانیف کثیرہ

علمائے کرام وسادات اسلام جن کی تحقیق وتنقیح واثبات وتصریح استمداد واعانت سے زمین وآسمان گونج رہے ہیں ۲ے، اگر مطالعہ کرنے کی لیاقت نہ تھی تو کیا تصحیح المسائل و ۲سیف الجبار و ۳بوارق محمدیہ وغیرہا تصانیف نفیسہ عماد السنۃ معین الحق حضرت مولانا فضل رسول قدس سرہ المقبول بھی نہ دیکھیں یہ تو عام فہم زبان اردو فارسی میں خاص تمہارے ہی مذہب نامذہب کے رد میں تصنیف ہوئیں اور بحمداللہ بارہا مطبوع ہو کر راحت قلوب صادقین وغیظ صدور مارقین ہوائیں، علی الخصوص ۴ کتاب جلیل فیوض ارواح اقدس جس میں خاندان عزیزی کے صدہا اقوال صریحہ قاتل وہابیت قبیحہ منقول، مگر ہے یہ کہ ع

بیحیا باش و آنچہ خواہی کن بیحیا ہو جا پھر جو چاہے کر۔ت

تصانیف فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ سے ۵ کتاب حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات و ۶ رسالہ انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار و ۷ رسالہ انوار الانتباہ فی حل ندا یا رسول اللہ و ۸ رسالہ الاھلال بفیض الاولیاء بعد الوصال و ۹ کتاب الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلاء خصوصاً ۱۰ کتاب مستطاب سلطنۃ المصطفی فی ملکوت کل الوری وغیرہا میں جا بجا بکثرت ارشادات و اقوال ائمہ و علماء و اولیائے کرام مذکور یہاں ان کے ذکر سے اطالت کی حاجت نہیں اور خود اسی تحریر میں جو اقوال حضرت شیخ محقق و مولانا علی قاری و امام ابن حجر مکی رحمہم اللہ تعالٰی زیر حدیث ۱۴ مذکور ہوئے قتل وہابیت کو کیا کم ہیں، پھر وہابی صاحب کی اس سے بڑھ کر پرلے سرے کی شوخ چشمی یہ کہ علماء کے ساتھ صوفیاء کرام کا نام پاک بھی لے دیا، کیا وہابیت و حیا میں ایسا ہی تناقض تام ہے کہ ایک آن کو بھی حیا کا کوئی شمہ وہابیت کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دربارہ استعانت صوفیاء کرام کے اقوال افعال، اعمال سے دفتر بھرے ہیں دریا بہہ رہے ہیں اس دیدے کی صفائی کا کیا کہنا، ذرا آنکھوں پر ایمان کی عینک لگا کر حضرت شیخ محقق مولنا عبد الحق ۳۲ے محدث دہلوی قدس سرہ العزیز کا ترجمہ مشکوٰۃ شریف ملاحظہ ہو، اس مسئلہ میں حضرات اولیائے کرام قدست اسرارھم سے کیا ذکر کرتے ہیں فرماتے ہیں:

آنچہ مروی ومحکی ست از مشائخ اہل کشف در استمداد از ارواح کمل و استفادہ ازاں خارج از حصر است و مذکور ست در کتب و رسائل ایشاں و مشہور است میاں ایشاں کہ حاجت نیست کہ آں راذکر کنیم وشاید کہ منکر و متعصب سود نہ کند او را کلمات ایشاں عافانا اللہ من ذلک ۳۴ے

مشائخ اہل کشف سے کامل لوگوں کی ارواح سے استمداد اور استفادہ گنتی سے باہر ہے اوران کی کتب ورسائل میں مذکور ہے اوران میں مشہور ہے لہٰذا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہوسکتا ہے کہ ان کے کلمات منکر ومتعصب لوگوں کو فائدہ نہ دیں۔ اللہ تعالٰی اس سے محفوظ رکھے ت

اللہ اکبر، ان منکران بے دولت کی بے نصیبی یہاں تک پہنچی کہ اکابر علماء وعرفاء کو کلمات حضرت اولیائے کرام سے انھیں نفع پہنچنے کی امید نہ رہی اور فی الواقع ایسا ہی ہے۔ یوں نہ مانیے تو آزمالیجئے اوران ہزار در ہزار ارشادات بیشمار سے امتحاناً صرف ایک کلام پاک فرزند دلبند صاحب لولاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر کریں جو بتصریح اعاظم اولیاء سید الاولیاء وامام الاصفیاء وقطب الاقطاب وتاج الاوتاد ومرجع الابدال ومفزع الافراد اور باعتراف اکابر علماء امام شریعت وسردار امت ومحی دین وملت ونظام طریقت وبحر حقیقت وعین ہدایت ودریائے کرامت ہے۔ وہ کون، ہاں وہ سید الاسیاد واھب المراد سیدنا ومولٰنا وملاذنا وماذنا وغوثنا وغیثنا حضرت قطب عالم وغوث اعظم سید ابومحمد عبدالقادر حسنی حسینی صلی اللہ تعالٰی علی جدہ الاکرام وعلی آلہ وعلیہ وبارک وسلم، اور وہ کلام پاک نہ ایسا کہ کسی ایسے ویسے رسالے یا محض زبانوں پر مشہور ہوا بلکہ اکابر واجلہ ائمہ کرام وعلمائے عظام مثل امام اجل عارف باللہ سید الفقراء ثقہ ثبت، حجت فقیہ محدث راویۃ الخصرۃ والعلیۃ القادریۃ سیدنا امام ابوالحسن نورالدین علی بن الجریر لخمی شطنوفی پھر امام کرام شیخ الفقہاء فرد الوفاء عالم ربانی لوائے حکمت یمانی سیدنا امام عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی مکی پھر فاضل اجل فقہیہ اکمل محدث اجمل شیخ الحرم المحترم مولٰنا علی قادری حنفی ہروی مکی وبقیۃ السلف جلیل الشرف صاحب کرامات عالی وبرکات معالی ومولٰنا محمد ابوالمعالی سلمی معالی پھر شیخ شیوخ علماء الہند محقق فقیہ عارف نبیہ مولٰنا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم کبرائے ملت وعظمائے امت قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم وافاض علینا من برکاتہم وانوارہم نے اپنی تصانیف جلیلہ جمیلہ ومستندہ ومثل بہجۃ الاسرار شریف وخلاصۃ المفاخر ونزہۃ الخاطر الفاتر وتحفۃ قادریہ واخبار الاخیار وزبدۃ الآثار وغیرہ میں ذکر وروایت فرمایا ہے کہ حضور پر نور جگر پارہ شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ فعلیہ وبارک وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

من استغاث فی کربۃ کشف عنہ و من نادانی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ ومن توسل بی الی اللہ فی حاجۃ قضیت لہ ومن صلی رکعتین یقراء فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص احدی عشرۃ مرۃ ثم یصلی ویسلم علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد السلام ویذکرنی ثم یخطو الی جھۃ العراق احدی عشرۃ خطوۃ ویذکر اسمی ویذکر حاجتہ فانہا تقضی باذن اللہ تعالیٰ ۔

جو کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کرے وہ مصیبت دور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دفع ہو اور جو اللہ عزوجل کی طرف کسی حاجت میں مجھ سے وسیلہ کرے وہ حاجت پوری ہو، اور جو دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے پھر سلام پھیر کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے اور مجھے یاد کرے، پھر بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے اور اپنی حاجت کا ذکر کرے تو بیشک اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ حاجت روا ہو۔

یقول العبد صدقت یا سیدی یا مولائی رضی اللہ تعالیٰ عنک وعن کل من کان لک ومنک فالحمدللہ الذی جعل وارث ابیک المرسل رحمۃ ومولی

النعمة وصلی الله تعالی علی ابیك وعلیك وعلی كل من انتمی الیك و بارك
وسلم وشرف و كرم امین امین یاارحم الراحمین والحمدلله رب العالمین۔
یہ بندہ یعنی احمد رضا عرض کرتا ہے کہ میرے آقا مولیٰ! آپ نے سچ فرمایا اللہ تعالیٰ
آپ سے اور آپ کے متوسلین اور آپ کی اولاد سے راضی ہو، تمام حمدیں اللہ تعالیٰ کے لئے
جس نے آپ کے والد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وارث، رحمت اور آقائے نعمت بتایا،
اللہ تعالیٰ آپ کے والد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ پر اور آپ سے منسوب سب پر رحمتیں
نازل فرمائے اور برکتیں اور سلامتی اور کرم فرمائے، آمین یا ارحم الراحمین۔ والحمدللہ رب
العالمین ت

حضرت ابوالمعالی قدس سرہ العالی کی روایت میں الفاظ کریمہ کشفت فرجت
قضیت بصیغہ متکلم معلوم ہیں، وہ ان کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں: عمر بزاز قدس سرہ میگوید من
شنیدہ ام از حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ہرکہ در کربتے بمن استغاثہ کند کشفت عنہ دور گردانم
آں کربت رااز و، وہرکہ در شدتے بنام من ندا کند فرجت عنہ خلاص بخشم او رااز اں شدت وہرکہ
درحاجتے توسل بمن کند در حضرت جل وعلا قضیت لہ حاجت او را برآرم اھ۔ عمر بزاز فرماتے
ہیں کہ میں نے حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ جو شخص مصیبت میں مجھ سے استغاثہ
کرے گا میں مدد کروں گا، اس سے اس کی تکلیف دور کروں گا اور جو سختی میں مجھے ندا کرے گا
اس کی سختی کو دور کردوں گا اور خلاصی دلاؤں گا، اور جو اپنی حاجت میں مجھ سے توسل کرے گا
اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کی حاجت پوری کروں گا۔ ت

علامہ علی قاری بعد ذکر روایت فرماتے ہیں: قَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ مِرَارًا فَصَحَّ رَضِيَ اللہ
تعالیٰ عَنْہُ اھ۔ بیشک یہ بارہا تجربہ کیا گیا ٹھیک اترا، اللہ تعالیٰ کی رضا شیخ پر ہو۔ ت

فقیر غفرلہ نے اس نماز مبارک کی ترکیب و بعض نکات ولطائف غریب میں ایک مختصر رسالہ" مسمی بہ ازہار الانوار من صباء صلٰوۃ الاسرار ۱۳۰۵ھ" میں اس کے ہر ہر فعل کے ثبوت کو کافی، ہر ہر جز کے احادیث کثیرہ واقوال ائمہ وحکم شرعیہ سے اثبات وافی میں ایک مفصل رسالہ نفیسہ برفوائد جلیلہ مسمی بہ" ازھار الانوار من یم صلٰوۃ الاسرار ۱۳۰۵ھ"تصنیف کیا جس کی خداداد شوکت قاہرہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے وللہ الحمد ۔ایمان سے کہنا یہ وہی اولیاء ہیں جن پر تم یہ جیتا بہتان اٹھاتے ہو مگر وہ تو حضرات اولیاء تمہیں منکر متعصب فرما ہی چکے،تم پر ارشادات اولیاء کا کیا اثر ہو،ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔عنان قلم روکتے روکتے سخن طویل ہوا جاتا ہے۔چند فوائد ضروریہ لکھ کر ختم کیا چاہیے۔

فائدہ ضروریہ

حضرت امام سفیان ثوری قدس سرہ النوری کی نقل قول میں مخالف نے ستم کار سازی کو کام فرمایا ہے۔ اصل حکایت شاہ عبدالعزیز صاحب کی فتح العزیز سے سنئے، لکھتے ہیں:

شیخ سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ در نماز شام امامت میکرد، چوں ایاک نعبد وایاک نستعین گفت بیہوش افتاد، چوں بخود آمد گفتند اے شیخ! تراچہ شدہ بود؟ گفت چوں وایاک نستعین گفتم ترسیدم کہ مرا بگویند کہ اے دروغ گو! چرا از طبیب داروی خواہی واز امیر روزی واز بادشاہ یاری می جوئی، ولہذا بعضے از علماء گفتہ اند کہ مرد را باید کہ شرم کند از انکہ ہر روز وشب پنج نوبت در مواجہہ پروردگار خود استادہ دروغ گفتہ باشد، لیکن در ینجا باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد برآں غیر باشد واو را مظہر عون الٰہی نداند حرام است، واگر التفات محض بجانب حق است واو را مظاہر عون دانستہ ونظر بہ کارخانہ اسباب وحکمت او تعالٰی درآں نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید، دور از عرفان نخواہد بود، ودر شرع نیز جائز وروا است، وانبیاء واولیاء ایں نہ استعانت بغیر کردہ اند ودر حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است لاغیر، ۷۸۔

شیخ سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے شام کی نماز میں امامت فرمائی جب ایاک نعبد وایاک نستعین پر پہنچے بیہوش ہو کر گر پڑے، جب ہوش میں آئے تو لوگوں نے دریافت کیا، اے شیخ! آپ کو کیا ہو گیا تھا؟ فرمایا: جب ایاک نستعین کہا تو خوف ہوا کہ مجھ سے یہ نہ کہا جائے اے جھوٹے، پھر طبیب سے دوا کیوں لیتا ہے۔ امیر سے روزی اور بادشاہ سے مدد کیوں مانگتا ہے؟ اس لئے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ انسان کو خدا سے شرم کرنی چاہئے کہ

پانچ وقت اس کے حضور کھڑا ہو کر جھوٹ بولتا ہے مگر یہاں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ غیر اللہ سے اس طرح مدد مانگنا کہ اسی پر اعتماد ہو اور اس کو اللہ کی مدد کا مظہر نہ جانا جائے حرام ہے اور اگر توجہ حضرت حق ہی کی طرف ہے اور اس کو اللہ کی مدد کا مظہر جانتا ہے اور اللہ کی حکمت اور کارخانہ اسباب پر نظر کرتے ہوئے ظاہری طور پر غیر سے مدد چاہتا ہے تو یہ عرفان سے دور نہیں، اور شریعت میں بھی جائز اور روا ہے اور انبیاء اور اولیاء نے ایسی استعانت کی ہے۔ اور درحقیقت یہ استعانت غیر سے نہیں ہے بلکہ یہ حضرت حق سے ہی استعانت ہے۔ ت

مخالف صاحب نے دیکھا کہ حکایت اگر صحیح طور پر نقل کریں تو ساری قلعی کھل جاتی ہے طبیبوں سے دوا چاہنی، امیروں سے نوکری مانگنی، بادشاہوں سے مقدمات وغیرہا میں رجوع کرنا سب شرک ہوا جاتا ہے جس میں خود بھی مبتلا ہے۔ لہذا از طبیب دوا وغیرہ الفاظ کی جگہ یوں بتایا کہ غیر حق سے مدد مانگو مجھ سے زیادہ بے ادب کون ہوگا تاکہ جاہلوں کے بہکانے کو اسے بہ زور زبان حضرت انبیاء و اولیاء علیہم السلام والثناء سے استعانت پر جمائیں اور آپ حکیم جی سے دوا کرانے، نواب راجہ کی نوکری کرنے، منصف ڈپٹی کے یہاں نالش لڑانے کو الگ بچ جائیں، سبحان اللہ کہاں وہ تبتل تام و اسقاط تدبیر و اسباب کا مقام جس کی طرف امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس قول میں ارشاد فرمایا جس کے اہل مریض ہوں تو دوا نہ کریں۔ بیماری کو کسی سبب کی طرف نسبت نہ فرمائیں، عین معرکہ جہاد میں کوڑا ہاتھ سے گر پڑے تو دوسرے سے نہ کہیں آپ ہی اتر کے اٹھائیں، اور کہاں مقام شریعت مطہرہ و احکام جواز و منع و شرک و اسلام مگران ذی ہوشوں کے نزدیک کمال تبتل و شرک متقابل ہیں کہ جو اس اعلیٰ درجہ انقطاع محض و تفویض تام پر نہ ہوا مشرک ٹھہرایا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو، اسی حکایت کے بعد شاہ صاحب نے کیسی تصریح

فرمادی کہ استعانت بالغیر وہی ناجائز ہے کہ اس غیر کو مظہر عون الٰہی نہ جانے بلکہ اپنی ذات سے اعانت کا مالک جان کر اس پر بھروسا کرے، اور اگر مظہر عون الٰہی سمجھ کر استعانت بالغیر کرتا ہے تو شرک وحرمت بالائے طاق، مقام معرفت کے بھی خلاف نہیں خود حضرات انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے ایسی استعانت بالغیر کی ہے۔

مسلمانو! مخالفین کے اس ظلم وتعصب کا ٹھکانا ہے کہ بیمار پڑیں تو حکیم کے دوڑیں، دوا پر گریں، کوئی مارے پیٹے تو تھانے کو جائیں، رپٹ لکھائیں، ڈپٹی وغیرہ سے فریاد کریں، کسی بنے زمین دبالی کہ تمسک کا روپیہ نہ دیا تو منصف صاحب مدد کیجیو، جج بہادر خبر لیجیو، نالش کریں، استغاثہ کریں، غرض دنیا بھر سے استعانت کریں اور حصر ایاک نستعینکو اس کے منافی نہ جانیں، ہاں انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء سے استعانت کی اور شرک آیا۸۰، ان کاموں کے وقت آیت کا حصر کیوں نہیں یاد آتا، وہاں تو یہ ہے کہ ہم خاص تجھی سے استعانت کرتے ہیں، کیا مخالفین کے نزدیک خاص تجھی میں بید، حکیم، تھانیدار، جمعدار، ڈپٹی، منصف، جج وغیرہ سب آگئے کہ یہ اس حصر سے خارج نہ ہوئے، یا معاذ اللہ آیہ کریمہ کا حکم ان پر جاری نہیں، یہ خدا کے ملک سے کہیں الگ بستے ہیں، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

غرض مخالفین خود بھی دل میں خوب جانتے ہیں کہ آیہ کریمہ مطلق استعانت بالغیر کی اصلا ممانعت نہیں، نہ وہ ہر گز شرک یا ممنوع ہوسکتی ہے بلکہ استعانت حقیقیہ ہی رب العزۃ جل وعلا سے خاص فرمائی گئی ہے اور اس کا اختصاص کسی طرح حضرات انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے استعانت جائزہ کا منافی نہیں ہوسکتا مگر عوام بیچاروں کو بہکانے اور محبوبان خدا کا نام پاک ان کی زبان سے چھڑانے کو دیدہ ودانستہ قرآن وحدیث کے معنی بدلتے ہیں، تو بات کیا سر کی کھلی اور دل کی بند ہیں، پاؤں تلے کی نظر آتی ہے۔ حکیم جی کو علاج کرتے، تھانیدار کو

چوریاں نکالتے، نواب راجہ کو نوکریاں دیتے، ڈپٹی منصف کو مقدمات بگاڑتے سنبھالتے، آنکھوں دیکھ رہے ہیں، ان کہ امداد و اعانت سے کیونکر منکر ہوں اور حضرات علیہ انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء سے جو باطن وظاہر قاہر و باہر مددیں پہنچ رہی ہیں، وہ نہ دل کے اندھوں کو سوجھیں اور نہ ہی اپنے نصیبے میں ان کی برکات کا حصر سمجھیں پھر بلا کیونکر یقین لائیں، جیسے معتزلہ خذلہم اللہ تعالیٰ کہ ان کے پیشوا ظاہری عبادتیں کرتے کرتے مر گئے، کرامات اولیاء کی اپنے میں بو ندنہ پائی، ناچار منکر ہو گئے ع

چونہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند جب انھوں نے حقیقت کو نہ سمجھا تو افسانہ کی راہ اختیار کی۔ت

پھر ان حضرات کو ڈپٹی، منصف، حکیم سے خود بھی کام پڑتا رہتا ہے ان سے استعانت کیونکر شرک کہیں، معہذا ان لوگوں سے کوئی کاوش بھی نہیں۔ دل میں آزار تو حضرات انبیاء و اولیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء سے ہے۔ان کا نام تعظیم ومحبت سے نہ آنے پائے ان کی طرف کوئی سچی عقیدت سے رجوع نہ لائے۔وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۱۸؎ عنقریب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ت

فائدہ مہمہ

مخالفین بیچارے کم علموں کو اکثر دھوکا دیتے ہیں کہ یہ تو زندہ ہیں فلاں عقیدہ یا معاملہ ان سے شرک نہیں، وہ مردہ ہیں ان سے شرک ہے۔ یا یہ تو پاس بیٹھے ہیں ان سے شرک نہیں، وہ دور ہیں ان سے شرک ہے وعلی ہذا القیاس طرح طرح کے بیہودہ وسواس، مگر یہ سخت جہالت بے مزہ ہے جو شرک ہے وہ جس کے ساتھ کیا جائے شرک ہی ہوگا، اور ایک کے لئے شرک نہیں تو کسی کے لئے بھی شرک نہیں ہوسکتا، کیا اللہ کے شریک

مردے نہیں زندے ہوسکتے ہیں دور کے نہیں ہوسکتے پاس کے ہوسکتے ہیں، انبیاء نہیں ہوسکتے حکیم ہوسکتے ہیں، انسان نہیں ہوسکتے۔فرشتے ہوسکتے ہیں، حاشاللہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا، تو مثلاً جوبات نداخواہ کوئی شے جس اعتقاد کے ساتھ کسی پاس بیٹھے ہوئے زندہ آدمی سے شرک نہیں وہ اسی اعتقاد سے کسی دوروالے یا مردے بلکہ اینٹ پتھر سے بھی شرک نہیں ہوسکتی، اور جوان میں سے کسی سے شرک ٹھہرے وہ قطعاً یقیناً تمام عالم سے شرک ہوگی، اس استعانت ہی کو دیکھئے کہ جس معنی پر خدا سے شرک ہے یعنی اسے قادر بالذات ومالک مستقل جان کر مدد مانگنا۔بہ ایں معنی اگر دفع مرض میں طبیب یادوا سے استمداد کرے یا حاجت فقر میں امیر یابادشاہ کے پاس جائے یاانصاف کرانے کوکسی کچہری میں مقدمہ لڑائے، بلکہ کسی سے روزمرہ کے معمولی کاموں ہی میں مدد لے جو بالیقین تمام مخالفین روزانہ اپنی عورتوں، بچوں، نوکروں سے کرتے کراتے رہتے ہیں، مثلاً یہ کہنا کہ فلاں چیز اٹھادے یا کھاناپکادے، یاپانی پلادے سب شرک قطعی ہے کہ جب یہ جانا کہ اس کام کے کردینے پر انھیں خوداپنی ذات سے بے عطائے الٰہی قدرت ہے تو صریح کفراورشرک میں کیاشبہہ رہا؛ اور جس معنی پران سب سے استعانت شرک نہیں یعنی مظہر عون الٰہی وواسطہ وسیلہ وسبب سمجھنااس معنی پر حضرات انبیاء واولیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء سے کیوں شرک ہونے لگی، مگر حکیم، امیر، جج، اولاد، نوکر، جورو، ان سب کو مظہر عون وسبب ووسیلہ جاننا جائز ہے۔اور ان حضرات عالیہ کو کہ وہ اعلیٰ مظہر واعظم سبب وافضل وسائل بلکہ منتہی الاسباب وغایۃ الوسائط ونہایۃ الوسائل ہیں، ایسا سمجھنا شرک ہوگیا، ہزارتف بریں بے عقلی ونا انصافی، غرض پانی دیں مرتاہے کہ جو کچھ غصہ ہے۔وہ حضرات محبوبان خدا کے بارے میں ہے۔جورو، یار، بچے مددگار، نوکر، کارگزار مگر انبیاء، واولیاء کانام آیااور سرپرشرک کا بھوت سوار یہ کیادین ہے۔کیسا ایمان

ہے!ولا حول ولاقوۃالا باللہ العلی العظیم

مسلمین اس نکتے کو خوب محفوظ ملحوظ رکھیں، جہاں ان چالاکوں، عیاروں کو کوئی فرق کرتے دیکھیں کہ فلاں عمل یا فلاں اعتقاد فلاں کے ساتھ شرک ہے فلاں سے نہیں، یقین جان لیجئے کہ نرے جھوٹے ہیں، جب ایک جگہ شرک نہیں تو اس اعتقاد سے کسی جگہ شرک نہیں ہوسکتا، واللہ الہادی الی طریق سوی۔

فائدہ ضروریہ

مخالفین جب سب طرح عاجز آجاتے ہیں اور کسی طرف راہ مفر نہیں پاتے تو ایک نیا شگوفہ چھوڑتے ہیں کہ صاحبو! ہم بھی اسی استعانت کو شرک کہتے ہیں جو غیر خدا کو قادر بالذات و مالک مستقل بے عطائے الٰہی جان کر کی جائے، اور اپنی بات بنانے اور خجلت مٹانے کو ناحق ناروا بیچارے عوام مومنین پر جیتا بہتان باندھتے ہیں کہ وہ ایسا ہی سمجھ کر انبیاء و اولیاء سے استعانت کرتے ہیں ہمارا یہ حکم شرک انھیں کی نسبت ہے۔اس ہارے درجہ کی بناوٹ کا لفافہ تین طرح کھل جائے گا۔

اولا صریح جھوٹے ہیں کہ صرف اسی صورت کو شرک جانتے ہیں ان کے امام خود تقویۃ الایمان میں لکھ گئے ہیں:

کہ پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ہوتا ہے۔ ۸۲

کیوں اب کہاں گئے وہ جھوٹے دعوے۔

ثانیاً ان کے سامنے یوں کہیے کہ یارسول اللہ! حضور کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ اعظم ونائب اکرم وقاسم نعم بنایا، دنیا کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، خزانوں کی کنجیاں، مدد کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں حضور کے دست مبارک میں رکھیں، روزانہ دو وقت تمام امت کے اعمال حضور کی بارگاہ میں پیش کرائے، یارسول اللہ! میرے کام میں نظر رحمت فرمائے اللہ کے حکم سے میری مدد وعافیت فرمائے۔

اب ان لفظوں میں تو صراحۃً قدرت ذاتی کا انکار اور مظہر عون الٰہی کی تصریح ہے ان میں تو معاذ اللہ اس ناپاک گمان کی بو بھی نہیں آسکتی، یہ کہتے جائے اور ان صاحبوں کے چہرے کو غور کرتے جائے، اگر بکشادہ پیشانی سے سنیں اور آثار کراہت وغیظ ظاہر نہ ہو جب تو خیر، اور اگر دیکھئے کہ صورت بگڑی، ناک بھوں سمٹی، منہ پر دھوئیں کی مانند تاریکی دوڑی، تو جان لیجئے کہ دلی آگ اپنا رنگ لائی ع

کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائے گا چلن میں

سبحان اللہ! میں عبث امتحان کو کہتا ہوں بارہا امتحان ہو ہی لیا، ان صاحبوں میں نواب دہلوی مصنف ظفر جلیل تھے، حدیث عظیم وجلیل ثابتیا محمد انی توجہت بک الی ربی فی حاجتی ہذہ لتقضی لی ۸۳ کہ صحاح ستہ سے تین صحاح جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، میں مروی ۸۴ اور اکابر محدثین مثل امام ترمذی وامام طبرانی وامام بیہقی وابو عبد اللہ حاکم امام عبد العظیم منذری وغیرہم اسے صحیح فرماتے آئے ہیں جسے خود حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کے لئے تعلیم، اور صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے زمانہ اقدس اور حضور کے بعد زمانہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاجت روائی کا ذریعہ بنایا، اس میں کیا تھا، یہی نا کہ یارسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طر

ف توجہ کرتا ہوں کہ وہ میری حاجت روا فرمائے،

اس میں معاذ اللہ قدرت بالذات کی کہاں بوتھی جو نواب صاحب کو پسند نہ آئی کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد کا پاس نہ صحابہ وتابعین کی تعلیم وعمل کا لحاظ نہ اکابر حفاظ حدیث کی تصحیح کا خیال، سخت ڈھٹائی کے ساتھ حاشیہ ظفر جلیل پر حدیث صحیح کو بزور زبان وزور بہتان رد کرنے کے لئے عقل وشرع کی قید سے بے دھڑک بے پر کی اڑادی کہ یہ حدیث قابل حجت نہیں ۸۵ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس واقعہ عبرت خیز کا بیان ہمارے رسالہ انھار الانوار میں ہے۔اب دیکھئے کہ نہ فقط اولیاء بلکہ خود حضور پرنور سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والثناء سے استعانت جائز ومحمودہ، خود حضور اقدس کی فرمودہ، صحابہ وتابعین کی معمولہ ومقبولہ، صحیح حدیث میں ان لوگوں کا یہ حال ہے قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور ۸۶۔

ثالثاً سب جانے دو، سرے سے یہ ناپاک ادعا ہے کہ بندگان خدا محبوبان خدا کو قادر مستقل جان کر استعانت کرتے ہیں ۸۷، ایک ایسی سخت بات ہے جس کی شناعت پر اطلاع پاؤ تو مدتوں تمھیں توبہ کرنی پڑے اہل لا الہ الا اللہ پر بدگمانی حرام، اوران کے کام کہ جس کے صحیح معنی بے تکلف درست ہوں خواہی نخواہی معاذ اللہ معنی کفر کی طرف ڈھال لے جانا قطعا گناہ کبیرہ ہے۔

حق سبحانہ وتعالٰی فرماتا ہے:

یاَیھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ۸۸۔

اے ایمان والو! بہت گمانوں کے پاس نہ جاؤ، بیشک کچھ گمان گناہ ہیں۔

اور فرماتا ہے:

ولاتقف مالیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا [89]۔
پیچھے نہ پڑ اس بات کے جو تجھے تحقیق نہیں۔ بیشک کان آنکھ، دل سب سے سوال ہونا ہے۔

اور فرماتا ہے:

لولا اذ سمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنت بانفسھم خیرا [90]۔
کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے اسے سنا تو مسلمان مردوں عورتوں نے اپنی جانوں یعنی اپنے بھائی مسلمانوں پر نیک گمان کیا ہوتا۔

اور فرماتا ہے:

یعظکم اللہ ان تعودوا لمثلہ ابدا ان کنتم مومنین [91]۔
اللہ تمھیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب ایسا نہ کرنا اگر ایمان رکھتے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث [92] رواہ مالک والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی۔ گمان سے بچو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔ اسے امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤ، اور ترمذی نے روایت کیا۔ت

اور فرماتے ہیں: افلا شققت عن قلبہ [93] رواہ مسلم وغیرہ۔ تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا اسے امام مسلم وغیرہ نے روایت کیا۔ت

علماء کرام فرماتے ہیں کلمہ گو کے کلام میں اگر ننانوے معنی کفر کے نکلیں اور ایک تاویل اسلام کی پیدا ہو تو واجب ہے اسی تاویل کو اختیار کریں اور اسے مسلمان ٹھہرائیں [94] کہ حدیث میں آیا ہے۔

الاسلام یعلو ولایعلی ۹۵ رواہ الرؤیانی والدار قطنی والبیہقی والضیاء والخلیل عن عائذ بن عمر المزنی رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی ﷺ

اسلام غالب رہتا ہے اور مغلوب نہیں کیا جاتا، اسے رویانی، دار قطنی، بیہقی، ضیاء اور خلیل نے عائذ بن عمرو المزنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا۔ت

نہ کہ بلاوجہ منہ زوری سے صاف ظاہر، واضح معلوم، معروف معنی کا انکار کرکے اپنی طرف سے ایک ملعون، مردود، مصنوع مطرود احتمال گھڑیں اور اپنے لئے علم غیب اور اطلاع حال کا دعوٰی کرکے زبردستی وہی ناپاک مراد مسلمانوں کے سر باندھیں ۹۶ قیامت تو نہ آئے گی، حساب تو نہ ہوگا، ان بہتانوں، طوفانوں پر بارگاہ قہار سے مطالبہ جواب تو نہ ہوگا، ہاں ہاں جواب تیار کر رکھو اس سخت وقت کے لئے جب مسلمانوں کی طرف سے جھگڑتا آئے گا، لا الہ الا اللہ ہاں اب جانا چاہتے ہیں ستمگر لوگ کہ کس پلٹے پر پلٹا کھاتے ہیں، یوں اعتبار نہ آئے تو اپنے کذب کا امتحان کرلو، اہل استعانت سے پوچھو تو کہ تم انبیاء واولیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام والثناء کو عیاذا باللہ خدا یا خدا کا ہمسر یا قادر بالذات یا معین مستقل جانتے ہو یا اللہ عزوجل کے مقبول بندے اس کی سرکار میں عزت ووجاہت والے اس کے حکم سے اس کی نعمتیں بانٹنے والے مانتے ہو، دیکھو تو تمھیں کیا جواب ملتا ہے۔ ۹۷

امام علامہ خاتمۃ المجتہدین تقی الملۃ والدین فقیہ محدث ناصر السنۃ ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی رضی اللہ تعالٰی عنہ کتاب مستطاب شفاء السقام میں استمداد واستعانت کو بہت احادیث صریحہ سے ثابت کرکے ارشاد فرماتے ہیں: لیس المراد نسبۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الی الخلق والاستقلال بالافعال ہذا لا یقصدہ مسلم فصرف الکلام الیہ ومنعہ من باب التلبیس فی

والتشویش علی عوام الموحدین ۹۸۔ یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور انور کو خالق اور فاعل مستقل ٹھہراتے ہوں یہ تو اس معنی پر کلام کو ڈھال کر استعانت سے منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے

صدقت یا سیدی جزاک اللہ عن الاسلام والمسلمین خیرا آمین! اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا اللہ تعالٰی آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

فقیہ محدث علامہ محقق عارف باللہ امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی کتاب افادت نصاب جوہر منظم میں حدیثوں سے استعانت کا ثبوت دے کر فرماتے ہیں:

فالتوجہ والاستغاثۃ بہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بغیرہ لیس لھما معنی فی قلوب المسلمین غیر ذٰلک ولا یقصد بھما احد منھم سواہ فمن لم یشرح صدرہ لذٰلک فلیبک علی نفسہ نسأل اللہ العافیۃ والمستغاث بہ فی الحقیقۃ ھو اللہ و النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ واسطۃ بینہ وبین المستغیث فھو سبحنہ مستغاث بہ والغوث منہ خلقا وایجادا والنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مستغاث والغوث منہ سببا و کسبا ۹۹۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا حضور اقدس کے سوا اور انبیاء واولیاء علیہم افضل الصلوۃ والثناء کی طرف توجہ اور ان سے فریاد کے یہی معنی مسلمانوں کے دل میں ہیں اس کے سوا کوئی مسلمان اور معنی نہیں سمجھتا ہے نہ قصد کرتا ہے تو جس کا دل اسے قبول نہ کرے وہ آپ اپنے حال پر روئے، ہم اللہ تبارک وتعالٰی سے عافیت مانگتے ہیں حقیقتا فریاد اللہ عزوجل کے حضور ہے اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کے اور اس فریادی کے بیچ میں وسیلہ و

واسطہ ہیں، تو اللہ عزوجل کے حضور فریاد ہے اور اس کی فریاد رسی یوں ہے کہ مراد کو خلق وایجاد کرے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور فریاد ہے اور حضور کی فریادرسی یوں ہے کہ حاجت روائی کے سبب ہوں اور اپنی رحمت سے وہ کام کریں جس کے باعث اس کی حاجت روا ہو۔

مخالف کو کریما کا مصرعہ یاد رہا کہ: نداریم غیر از تو فریاد رس ہم تیرے سوا کوئی فریاد کو پہنچنے والا نہیں رکھتے۔ت

اور وہ بیشک حق ہے جس کے معنی ہم اوپر بیان کر آئے مگر یہ یاد نہ آیا کہ اس کے کبرائے طائفہ کے اکابر وعمائد حضور پرنور سیدنا ومولانا وغوثنا وماوٰینا حضرت غوث اعظم غوث الثقلین صلی اللہ تعالیٰ علی جدہ الکریم وآبائہ الکرام وعلیہ وعلی مریدیہ ومحبیہ وبارک وسلم کو فریاد رس مان رہے ہیں

شاہ ولی اللہ صاحب ہمعات میں لکھتے ہیں:

امروز اگر کسے را مناسبت بروح خاص پیدا شود واز آں جا فیض بردار غالبا بیروں نیست از آنکہ ایں معنی بہ نسبت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باشد یا بہ نسبت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ یا بہ نسبت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ [1]۔

آج اگر کسی کو روح خاص سے مناسبت پیدا ہو جائے اور وہاں سے فیضیاب ہو تو غالبا بعید نہیں کہ یہ کمال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مناسبت سے حاصل ہوا ہوگا یا بہ نسبت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملا ہوگا۔ت

شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبوبیت بیان کر کے فرماتے ہیں:

ایں مرتبہ از اں مراتب است کہ ہیچکس را از بشر نہ دادہ اند، مگر بہ طفیل ایں محبوب

برخے از اولیاء امت اور اشمہ محبوبیت آں نصیب شدہ مسجود خلائق ومحبوبیت دلہا گشتہ اند مثل حضرت غوث الاعظم وسلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء قدس اللہ سرہما ۱۰۱۔

یہ وہ مرتبہ ہے جو کسی انسان کو نصیب نہ ہوا، ہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل سے اس کا کچھ حصہ اولیائے امت تک پہنچا، پھر یہ حضرات اس کی برکت سے مسجود خلائق اور محبوب قلوب ہوئے جیسے حضرت غوث الاعظم اور سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء قدس اللہ سرہمات

مرزا مظہر جانجاناں اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں:

آنچہ در تاویل قول حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ نوشتہ اند ۱۰۲۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے کی تاویل میں انھوں نے لکھا ہے۔ت

انہی کے ملفوظات میں ہے ۱۰۳:

التفات غوث الثقلین بحال متوسلان طریقہ علیہ ایشاں بسیار معلوم باشد با ہیچ کس از اہل ایں طریقہ ملاقات نشد و کہ توجہ مبارک آں حضرت بحالش مبذول نیست ۱۰۴۔

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی سیف المسلول میں لکھتے ہیں:

فیوض و برکات کارخانہ ولایت اول بر یک شخص نازل می شود و از اں تقسیم شدہ بہر یک از اولیائے عصری رسد و بہ ہیچ کس از اولیاء اللہ بے توسط او فیضے نمی رسد ایں منصب عالی تا وقت ظہور سید الشرفاء حضرت غوث الثقلین محی الدین عبد القادر الجیلانی بروح حسن عسکری علیہ السلام متعلق بودہ چوں حضرت غوث الثقلین پیدا شد، ایں منصب مبارک بوئے متعلق شدہ

تاظہور محمد مہدی ایں منصب بروح مبارک حضرت غوث الثقلین متعلق باشد ولہذا آں حضرت قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمودہ، وقول حضرت غوث الثقلین اخی وخلیلی کان موسیٰ بن عمران نیز براں دلالت دارد ۱۰۵۔

کارخانہ ولایت کے فیوض پہلے ایک شخص پر نازل ہوئے۔ پھر اس سے منقسم ہوکر ہر زمانے کے اولیاء کو ملے اور کسی ولی کو ان کے توسط کے بغیر فیض نہ ملا، حضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظہور سے قبل یہ منصب عالی حسن عسکری علیہ السلام کی روح سے متعلق تھا، جب غوث الثقلین پیدا ہوئے تو یہ منصب آپ سے متعلق ہوا اور محمد مہدی کے ظہور تک یہ منصب حضرت غوث الثقلین کی روح سے متعلق رہے گا، اس لئے آپ نے فرمایا میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ پھر غوث پاک کا یہ قول میرے بھائی اور دوست موسیٰ بن عمران تھے بھی اس پر دلالت کرتا ہے ت

یہ سب ایک طرف، خود امام الطائفہ میاں اسمٰعیل دہلوی صراط مستقیم میں اپنے پیر کا حال لکھتے ہیں:

روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و جناب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی متوجہ حال حضرت ایشاں گردیدہ ۱۰۶۔

حضرت غوث الثقلین اور حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند کی ارواح مبارکہ ان کے حال پر متوجہ تھیں۔ ت

اسی میں ہے:

شخصیکہ در طریقہ قادریہ قصد بیعت مے کند البتہ او را در جناب غوث الاعظم اعتقادے عظیم بہم می رسد الیٰ قولہ کہ خود را از زمرہ غلامان آں جناب می شمارد اھ ملخصاً ۱۰۷۔

ایک شخص نے قادری طریقے میں بیعت کا ارادہ کیا یقینا اس کو جناب حضرت غوث الثقلین میں بہت گہرا اعتقاد تھا الی قولہ خود کو آنجناب کے غلاموں میں شمار کیا اھ ملخصات

اسی میں ہے:

اولیائے عظام مثل حضرت غوث الاعظم و حضرت خواجہ بزرگ ۱۰۸ الخ

اولیائے عظام جیسے غوث پاک رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرت خواجہ بزرگ ت

یہی امام الطائفہ اپنی تقریر ذبیحہ مندرج مجموعہ زبدۃ النصائح میں لکھتے ہیں:

اگر شخصے بزے راخانہ پرورکند تا گوشت او خوب شود و او را ذبح و پختہ فاتحہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ خواندہ بخوراند خللے نیست ۱۰۹۔

اگر کوئی شخص کوئی بکرا گھر میں پالے تاکہ اس کا گوشت اچھا ہو جائے اور اس کو ذبح کرکے پکا کر غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی فاتحہ دلائے اور لوگوں کو کھلائے تو کوئی خلل نہیں۔ت

ایمان سے کہیو، غوث الاعظم کے یہی معنی ہوئے کہ سب سے بڑے فریاد رس یا کچھ اور۔ خدا کو ایک جان کر کہنا غوث الثقلین کا یہی ترجمہ ہوا کہ جن و بشر کے فریاد رس یا کچھ اور، پھر یہ کیسا کھلا شرک تمہارا امام اور اس کا سارا خاندان بول رہا ہے قول کے سچے ہو تو ان سب کو ذرا جی کرا کر کے مشرک بے ایمان کہہ دو ۱۱۰، ورنہ شریعت کیا ان کی خانگی ساخت ہے کہ فقط باہر والوں کے لئے خاص ہے گھر والے سب اس سے مستثنٰی ہیں۔

افسوس اس امام کی تلون مزاجیوں نے طائفہ کی مٹی اور بھی خراب کی ہے۔ آپ ہی تو شرک کا قانون سکھائے جس کی بناء پر طائفہ کے نواب بھوپالی ۱۱۱ بہادر دبی زبان سے کہہ بھی گئے، غوث اعظم یا غوث الثقلین کہنا شرک سے خالی نہیں اور آپ ہی جب تلون کی

لہر آئے تو اپنی موج میں آکر انھیں گھرے میں دھکا دے اور خود دور کھڑا قہقہے لگانے بہانی بریٔ منک انی اخاف اللہ رب العالمین ۲۱۱ میں تجھ سے الگ ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہاں کا رب ہے

اب یہ بیچارے رویا کریں　　　　اپنا بیڑا کھے گئے اور ہو گئے ندیا پار باجھ نہ میری
تھام لی سو آن پڑی منجدھار　　　　کون سنتا ہے الحق
دوگونہ رنج وعذاب است جان مجنوں را　　　　بلائے صحبت لیلیٰ وفرقت لیلیٰ
مجنوں کی جان کے لئے دوہرا دکھ اور عذاب ہے صحبت لیلیٰ کی مصیبت اور لیلیٰ کا فراق

ضعف الطالب والمطلوب o لبئس المولی ولبئس العشیر، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل، ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم، نعم المولی ونعم النصیر، والحمدللہ رب العالمین، وقیل بعداللقوم الظلمین، وصلی اللہ تعالیٰ علی سید المرسلین غوث الدنیا وغیاث الدین سیدنا ومولنا محمد والہ وصحبہ اجمعین۔ امین!

طالب ومطلوب کمزور ہوئے، تو برا مددگار اور برا خاندان، ہمیں اللہ تعالیٰ کافی اور وہ اچھا وکیل، نیکی کی طرف پھرنا اور قوت صرف اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہے جو غالب حکمت والا ہے۔ وہی اچھا مددگار اور اچھا آقا ہے۔ اور رب العالمین کے لئے تمام حمدیں، اور ظالم قوم کو کہا گیا تمہارے لئے بُعد ہے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی سید المرسلین غوث الدنیا وغیاث الدین سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔ آمین! ت

الحمدللہ کہ یہ نہایت اجمالی جواب اور اتنے اجمال پر کافی ووافی موضع صواب چند جلسات میں ۱۶/ شعبان المعظم روز مبارک جمعہ ۱۳۱۱ھ ہجریہ قدسیہ کو بوقت عصر تمام اور بلحاظ

تاریخ برکات الامداد لاھل الاستمداد ۱۳۱۱ھ نام ہوا۔

نفعنی الله به وبسائر تصانیفی والمسلمین فی الدارین بالنفع الاتم، وصلی الله تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰنا محمد واٰله وصحبه وسلم، والله سبحٰنه وتعالٰی اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم۔

تمت

کتب عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

رسالہ

برکات الامداد لاہل الاستمداد ۱۳۱۱ھ

مدد طلب کرنے والوں کے لئے امداد کی برکتیں

تسہیل وحاشیہ

۱؎ تفسیر جلالین تحت آیۃ ۶/ ۹۷ اصح المطابع دہلی ص ۱۱۹

۲؎ القرآن الکریم ۲/ ۱۴۴

۳؎ سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی" فتاوی عزیزیہ" میں یہ فرماتے ہیں

نیست صورت استمداد مگر ہمیں کہ محتاج طلب کند حاجت خود از جناب عزت الٰہی بتوسل روحانیت بندہ کہ مقرب ومکرم درگاہ والا ست۔ وگوید خداوندا بہ برکت ا ں بندہ کہ تو رحمت واکرام کردہ ادر ابرآوردہ گرداں حاجت مرا۔ یاندا کند آں بندہ مقرب ومکرم را کہ اے بندۂ خدا وولی وے شفاعت کن مراو بخواہ از خدائے تعالیٰ مطلوب مرا تا قضا کند حاجت مرا۔ پس نیست بندہ درمیان مگر وسیلہ وقادر ومعطی ومسوال پروردگارست تعالیٰ شانہ۔ ودروے ہیچ شائبہ شرک نیست چنانکہ منکر وہم کردہ۔ وآں چنانست کہ توسل وطلب دعا از صالحاں ودوستانِ خدا درحالت حیات کنند وآں جائز ست باتفاق۔ پس آں چرا جائز نباشد۔ وفرقے نیست درارواح کاملاں درحین حیات وبعد از ممات مگر بہ ترقی کمال۔ فتاوی عزیزیہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۸

مدد طلب کرنے کی صورت یہی ہے کہ ضرورت مند اپنی حاجت کو اللہ تعالیٰ سے اس نیک بندے کی روحانیت کے وسیلے سے طلب کرے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عالی میں مقرب ومکرم ہے اور کہے خداوندا! اس بندے کی برکت سے کہ جس پر تونے رحمت واکرام

فرمایا ہے میری حاجت کو پوری فرما۔ یا اس مقرب بندہ کو پکارے کہ اے بندۂ خدا اور اللہ کے ولی میرے لے شفاعت کر اور اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ میرے مقصد کو پورا فرمائے لٰہذا بندہ درمیان میں صرف وسیلہ ہے۔ قادر، دینے والا اور جس سے سوال کیا گیا ہے خدائے تعالیٰ ہی ہے اس میں شرک کا شائبہ تک نہیں جیسا کہ منکر نے وہم کیا ہے یہ اسی طرح ہے کہ نیک لوگوں اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو ظاہری زندگی میں وسیلہ بنایا جاتا ہے، ان سے دعا طلب کی جاتی ہے اور یہ بالاتفاق جائز ہے تو وفات کے بعد وہی بات کیوں جائز نہ ہوگی؟ کاملین کی ارواح میں ظاہری زندگی اور وفات کے بعد صرف اتنا فرق ہے کہ انہیں اور زیادہ کمال حاصل ہو جاتا ہے۔

توجہ رہے کہ شاہ صاحب اعلیٰ حضرت سے سو سال پہلے کے بزرگ ہیں اور آپ نے اپنا عقیدہ بیان فرمادیا تو ثابت ہوا کہ اعلیٰ حضرت اسلاف کی دی ہوئی تعلیمات ہی کا پرچار کرتے ہیں۔

۴؎ القرآن الکریم ۵/ ۳۵

۵؎ القرآن الکریم ۳/ ۱۶۴

۶؎ سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی الجہمیۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۹۴

۷؎ القرآن الکریم ۴/ ۶۴

۸؎ مجرم بلاتے آئے ہیں جاءوک ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے
بے ان کے واسطہ کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

یعنی اعلیٰ حضرت ارشاد فرمارہے ہیں کہ بخشش جیسی چیز کے لیے ب اللہ عزوجل نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بھیجا حالانکہ اللہ عزوجل اپنے آپ بھی بخش سکتا تھا تو باقی نعمتیں دولتیں بھی اسی در سے ملیں توکسی کو کیا اعتراض؟

9۔ کیونکہ انسان قدم قدم پر مدد مانگتا ہے کبھی ماں سے کھانا مانگتا ہے تو کبھی بہن سے پانی کبھی باپ سے خرچی مانگتا ہے تو کبھی استاد سے مشکلات کا حل اسی طرح جمادات کا بھی معاملہ ہے کبھی حجر اسود سے ایمان کی گواہی چاہتا ہے تو کبھی مسجد سے سجود کی گواہی کبھی تالے سے گھر اور گاڑی کی حفاظت کی مدد حاصل کرتا ہے۔

10۔ دیوبندی، وہابی یہاں عام مسلمانوں کو یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ ماں، استاد، باپ وغیرہ تو زندہ سے مدد مانگنا جائز ہے مُردوں سے مدد مانگنا ناجائز ہے حالانکہ قرآن وحدیث سے ان کے پاس اس فرق کرنے کے لے اکوئی دلیل موجود نہیں

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے　　　　یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا

معمولی عقل کا استعمال کرنے والا بھی یہ بات با آسانی جان سکتا ہے کہ جب کوئی اللہ تعالیٰ کا شریک Partner بن ہی نہیں سکتا تو زندہ اور مُردے کا فرق کہاں سے آگیا۔ کیا زندہ اللہ عزوجل کا شریک Partner بن سکتا ہے مُردہ نہیں بن سکتا۔

کیا زندہ کیا عبادت جائز ہے مُردے کی عبادت جائز نہیں۔ شرک کے معاملے میں زندہ و مردے کا فرق کہاں مگر وہابیہ کو عقل نہیں۔ اگر مردے کی مدد شرک ہو تو زندہ کی مدد بھی شرک ہوگی اور یونہی اگر زندہ کی مدد شرک ہو مردے کی مدد بھی شرک ہوگی یعنی زندہ اور مردہ دونوں کی مدد شرک ہوگی اور یہ بات ہم پہلے ہی بیان کر آئے کہ مدد کے بغیر نہ انسان چل سکتا ہے نہ زندہ رہ سکتا ہے کسانوں کی مدد کے بغیر تو انسان کو روٹی بھی نہ ملے۔

اگر موسیٰ علیہ السلام اپنی وفات کے ڈھائی ہزار سال بعد ہماری یعنی مسلمانوں کی مدد نہ فرماتے تو نہ جانے ہمارا کیا ہوتا۔ جی ہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پچاس نمازوں کو پانچ کروا کر ہم پر بڑا احسان فرمایا اور یقیناً حضرت موسیٰ علیہ السلام کا احسان ماننا شرک نہیں بلکہ جزو ایمان ہے۔

۱؎ القرآن الکریم ۲/۱۵۳

۲؎ یقیناً نماز اور صبر خدا نہیں لیکن قرآن ان سے مدد مانگنے کی تعلیم دے رہا ہے تو کیا قرآن غیر خدا سے مدد مانگنے کی تعلیم دے کر ہمیں شرک کی طرف لے جا رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہابیہ دیوبندیہ کے دماغ میں خرابی ہے قرآن تو ہمیں عین توحید ہی کی تعلیم دیتا ہے۔

۳؎ القرآن الکریم ۵/۲

۴؎ صحیح البخاری کتاب الایمان باب الدین یسر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۰

۵؎ جامع الترمذی ابواب العلم باب ماجاء فی الرخصۃ فیہ امین کمپنی کراچی ۲/۹۱

۶؎ کنز العمال حدیث ۲۹۳۰۵ / ۱۰ ۲۴۵ و مجمع الزوائد کتاب العلم باب کتاب العلم ۱ /۱۵۲

۷؎ سنن ابن ماجۃ ابواب الصیام باب ماجاء فی السحور، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۲۳

المستدرک للحاکم کتاب الصوم الاستعانۃ بطعام السحر دار الفکر بیروت ۱/۴۱۵

۸؎ کنز العمال بحوالہ فر عن عبداللہ بن عمرو حدیث ۱۵۹۶۱، موسسۃ الرسالۃ بیروت ۶ /۳۴۳

۹؎ کنز العمال بحوالہ عد عن انس حدیث ۲۹۵۲ ۴۴ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶/ ۲۷ ۳

۱۰؎ حلیۃ الاولیاء ترجمہ خالد بن معدان دار الکتب العلمیہ بیروت ۵ /۲۱۵

۲۱ے تاریخ بغداد ترجمہ حسین بن عبید اللہ ۴۲۴۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۸ / ۵۷

۲۲ے الجامع الصغیر حدیث ۹۸۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱ / ۶۶

۲۳ے کنز العمال بحوالہ عق، عد، طب، حل، ھب عن معاذ بن جبل، الخرائطی فی اعتلال القلوب عن عمر خط وابن عساکر خل فی فوائدہ عن علی، حدیث ۱۶۸۰۰ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶ / ۵۱۷

۲۴ے سنن ابی داود کتاب الجہاد باب فی المشرک یسہم لہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲ / ۱۹

مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶ / ۶۸

سنن ابن ماجہ ابواب الجہاد باب الاستعانۃ بالمشرکین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰۸

۲۵ے المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الجہاد باب فی الاستعانۃ بالمشرکین ادارۃ القرآن ۱۲ / ۳۹۴

مسند احمد بن حنبل حدیث جد خبیب رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳ / ۴۵۴

۲۶ے صحیح البخاری کتاب الجہاد باب العون بالمدد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۴۳۱

۲۷ے صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل السجود والحث علیہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۱۹۳

المعجم الکبیر عن ربیعہ بن کعب حدیث ۴۵۷۶ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۵ / ۵۸

۲۸ے بلا تقیید یعنی بغیر کسی قید کے بلا تخصیص یعنی بغیر کسی خاص معاملہ کو متعین کے ت فرمانا مانگ کیا مانگتا ہے اس بات کی دلیل ہے کہ دنیا و آخرت کے سب خزانے حضور کی ملک ہیں۔

۲۹ے اشعۃ اللمعات کتاب الصلوٰۃ باب السجود وفضلہ فصل اول مکتبہ نبویہ رضویہ سکھر ۱ / ۳۹۶

۳۰ے مرقاۃ المفاتیح کتاب الصلوٰۃ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۲ / ۶۱۵

۳۱ے مرقاۃ المفاتیح کتاب الصلوٰۃ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۲ / ۶۱۵

۳۲ے الجوہر المنظم الفصل السادس المطبعۃ الخیرۃ مصر ص ۴۲

۳۳ے توجہ رہے کہ یہ علماء جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خزانوں کا مالک مان رہے ہیں اہل سنت ہیں

وہابی نہیں نیز یہ بھی توجہ رہے کہ اعلیٰ حضرت جو بھی بات ارشاد فرماتے ہیں اسلاف کے اقوال کے ساتھ ارشاد فرماتے ہیں اعلیٰ حضرت قرآن و حدیث کے وہی معنی بیان کرتے ہیں جو اسلاف نے سمجھا ہم قرآن و حدیث کے وہ معنی سمجھنے کے لیے بس تیار نہیں جو اسلاف کو چھوڑ کر آج چودہ سو سال بعد کسی کے ذہن میں آئے ہوں اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اسلاف کے طریقہ پر ہی گامزن رکھے۔ آمین

ب۳۳ شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب

اس برے مذہب پہ لعنت کیجے

۳۴ التاریخ الکبیر حدیث ۴۶۸ دارالباز مکۃ المکرمۃ ۱/۱۵۷

موسوعہ رسائل ابن ابی الدنیا قضاء الحوائج حدیث ۵۱ موسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت ۲/۴۹

کشف الخفاء حدیث ۳۹۴ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۱۲۲

۳۵ المعجم الکبیر عن ابن عباس حدیث ۱۱۱۱۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/۸۱

۳۶ الکامل لابن عدی ترجمہ یعلی بن ابی الاشدق الخ دارالفکر بیروت ۷/۲۷۴۲

کنزالعمال حدیث ۱۶۷۹۴ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۶/۵۱۶

۳۷ اتحاف السادۃ کتاب الصبر والشکر بیان حقیقۃ النعمۃ الخ دارالفکر بیروت ۹/۹۱

۳۸ التاریخ الکبیر حدیث ۴۶۸ دارالباز مکۃ المکرمۃ ۱/۱۵۷

۳۹ موسوعہ رسائل ابن ابی الدنیا قضاء الحوائج حدیث ۵۴ موسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت ۲/۵۱

۴۰ مسند ابی یعلی عن عائشہ رضی اللہ عنہا حدیث ۴۷۴۰ موسسۃ علوم القرآن بیروت ۴

/۳۸۶

۴۱؎ الضعفاء الکبیر حدیث ۵۹۹ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۱۲۱

۴۲؎ الکامل لابن عدی ترجمہ حکم بن عبداللہ بن سعد دارالفکر بیروت ۲/۶۲۲

۴۳؎ شعب الایمان حدیث ۳۵۴۱ و ۳۵۴۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳/۲۷۸

۴۴؎ کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن عائشہ حدیث ۱۶۷۹۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶/۵۱۶

۴۵؎ الکامل لابن عدی ترجمہ یعلی بن اشدق دارالفکر بیروت ۷/۲۷۴۲

۴۶؎ تہذیب تاریخ ابن عساکر ترجمہ خیثمہ بن سلیمان داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/۱۸۸

۴۷؎ تاریخ بغداد ترجمہ ۱۲۸۷ محمد بن محمد المقری دارالکتب العربی بیروت ۳/۲۲۶

۴۸؎ المعجم الاوسط حدیث ۶۱۱۳ مکتبہ المعارف ریاض ۷/۷۱

۴۹؎ الضعفاء الکبیر حدیث ۶۲۸ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۱۳۹

۵۰؎ کنز العمال بحوالہ قط فی الافراد حدیث ۱۶۷۹۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶/۵۱۶

۵۱؎ موسوعہ رسائل ابن ابی الدنیا قضاء الحوائج حدیث ۵۳ موسسۃ الکتب بیروت ۲/۵۱

۵۲؎ کشف الخفاء بحوالہ ابن النجار فی تاریخ بغداد حدیث ۵۲۷ موسسۃ الکتب العلمیہ ۱/۱۶۰

۵۳؎ المعجم الکبیر عن ابی خصیفہ حدیث ۹۸۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۲/۳۹۶

۵۴؎ تاریخ بغداد ترجمہ محمد بن محمد ابوبکر المقری ۱۲۸۷ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳/۲۲۶

۵۵؎ المعجم الکبیر عن ابن عباس حدیث ۱۱۱۱۰ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱۱/۸۱

۵۶ شعب الایمان حدیث ۱۰۸۷۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۷ / ۲۳۵
۵۷ کشف الخفاء بحوالہ القسمی حدیث ۵۲۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱ / ۱۶۰
۵۸ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الادب ماذکر فی طلب الحوائج حدیث ۶۳۲۷ کراچی ۹ / ۱۰
۵۹ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الادب ماذکر فی طلب الحوائج حدیث ۶۳۲۸ کراچی ۹ / ۱۰
۶۰ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الادب ماذکر فی طلب الحوائج حدیث ۶۳۲۹ کراچی ۹ / ۱۰
۶۱ کشف الخفاء تحت حدیث ۵۲۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱ / ۱۶۰
۶۲ الدرر المنثور فی الاحادیث المشتہرہ تحت حدیث ۱۸۸ المکتب الاسلامی بیروت ص ۶۸
۶۳ کنز العمال بحوالہ الخرائطی فی مکارم الاخلاق حدیث ۱۶۸۰۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶ / ۵۱۹
۶۴ کنز العمال بحوالہ عق وطس عن ابی سعید خدری حدیث ۱۱۸۰۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶ / ۵۱۸
۶۵ الضعفاء الکبیر حدیث ۹۵۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳ / ۲
۶۶ المستدرک للحاکم کتاب الرقاق دار الفکر بیروت ۴ / ۳۲۱
۶۷ عقل مند آدمی کے سمجھنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ نبی کریم ﷺ نیک لوگوں سے مدد مانگنے کا حکم فرما رہے ہیں پھر بھی اگر کوئی نعرہ لگائے کہ "صرف یا اللہ مدد باقی سب شرک وبدعت" تو وہ سوچے کہ وہ کس پر حکم لگا رہا ہے۔
۶۸ المعجم الکبیر عن عتبہ بن غزوان، حدیث ۲۹۰، المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۷ / ۱۱۷-۱۱۸
۶۹ عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی باب مایقول اذا انفلتت الدابۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

ص ۱۷۰

۷۱؎ المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الدعاء باب مایدعو بہ الرجل الخ حدیث ۱۰،۹۷۷۰/۲۹۰

۷۱؎ جامع الترمذی ابواب الدعوات امین کمپنی دہلی ۲/۱۹۷

المستدرک للحاکم کتاب صلوٰۃ التطوع دارالفکر بیروت ۱/۳۱۳و۵۱۹

۷۲؎ الحمد للہ صرف اس موضوع ہی پر نہیں بلکہ تقریباً ہر موضوع پر ہی علماء اہل سنت اسلاف کی ایک لمبی فہرست پیش کر سکتے ہیں اور تقریباً ہر صدی کے علماء کے نام پیش کر سکتے ہیں۔

تمام بدمذہبوں کو چیلنج

ہماری کتاب "عید میلاد النبی ﷺ اور علمائے امت" میں تمام بدمذہبوں کو چیلنج ہے کہ چلو اگر تمہارا قول ہی لے لیا جائے اور یہ مان بھی لیا جائے کہ عید میلاد النبی ﷺ ساتویں صدی ہجری سے شروع ہوا تو اب پندرہویں صدی ہجری ہے ساتویں صدی ہجری سے آج تک علمائے اہل سنت عید میلاد النبی ﷺ جوش و خروش سے مناتے رہے ہم نے اپنی کتاب میں ہر صدی کے علماء کا الگ الگ ذکر کیا اور چیلنج کیا ہے کہ ہمارا دعویٰ ہے کہ علمائے حق ہمیشہ رہے ہیں ہم نے جن علماء کے نام پیش کیے ہیں منکرین میلاد ان سے بڑے نام پیش کریں کر دیں جنہوں نے میلاد کی مخالفت کی ہو مثلاً

ساتویں صدی ہجری میں امام تقی الدین سبکی

آٹھویں صدی ہجری میں ابن کثیر

نویں صدی ہجری کے عظیم محدث حافظ ابن حجر عسقلانی

دسویں صدی ہجری کے امام جلال الدین سیوطی

دسویں صدی ہجری کے امام قسطلانی

دسویں صدی ہجری کے امام سخاوی

گیارہویں صدی ہجری کے شیخ عبدالحق محدث دہلوی

گیارہویں صدی ہجری کے ملاعلی قاری

بارہویں صدی ہجری کے مفسر قرآن اسماعیل حقی اپنی مشہور تفسیر "روح البیان" میں فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کا انعقاد آپ ﷺ کی تعظیم کے لئے ہے اور اہل اسلام ہر جگہ ہمیشہ محفل میلاد شریف کا اہتمام کرتے ہیں۔ تفسیر روح البیان، جلد ۹ صفحہ ۵۶

ہمارا چیلنج

منکرین میلاد بھی اسی طرح ہر صدی کے اکابر علماء کی فہرست پیش کریں جنہوں نے میلاد منانے والوں پر بدعتی ہونے کا فتوی لگایا ہو یقیناً یہ ایسی فہرست پیش نہیں کر سکتے۔

بدعت بدعت کا شور مچانے والے شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی کتابوں سے آج بھی استفادہ حاصل کرتے ہیں۔

الحمد للہ ہم میلاد کے موضوع ہی پر نہیں تقریباً ہر موضوع پر کثیر علماء کے اقوال پیش کر سکتے ہیں یہاں اعلیٰ حضرت نے استمداد کے موضوع پر کثیر علماء اور ان کی کتب کے نام پیش کیے ہیں ہم غلامانِ اعلیٰ حضرت اس فہرست کو مزید طویل کر سکتے ہیں۔

۳؎ توجہ رہے کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ گیارہویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں اور یہ بحث اعلیٰ حضرت سے تین سو سال پہلے کی گئی ہے۔

۴؎ اشعۃ اللمعات کتاب الجہاد باب حکم الاسراء فصل اول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۴۰۲

حضور غوث پاک کا وہ کلام جس کو اکابر علماء نے اپنی کتب میں نقل فرمایا منکرین ان علماء پر کیا فتوی لگائیں گے؟

۷۵ بہجۃ الاسرار ذکر فضل اصحابہ و بشراہم مصطفی البابی مصر ص ۱۰۲

۷۶ تحفہ قادریہ باب دہم فی التوسل الیہ الخ قلمی ص ۷۶

۷۷ نزہۃ الخاطر والفاتر

۷۸ فتح العزیز تفسیر عزیزی تفسیر سورہ فاتحہ پارالم افغانی دارالکتب دہلی ص ۸

۷۹ صرف "یا اللہ مدد باقی سب شرک و بدعت" کا نعرہ لگانے والوں کو نہ ڈاکٹر کے پاس جاتے وقت، نہ تھانے میں مدد کے لے جاتے وقت، نہ جج کے پاس جاتے وقت، نہ دوا کھاتے وقت غرض کسی بھی صورت میں نہ نعرہ یاد نہیں آتا۔ یاد آتا ہے تو اُس وقت جب انبیاء علیہم السلام یا اولیاء کرام سے استعانت طلب کی جائے۔

۸۰ ظالموں محبوب کا حق تھا یہی

عشق کے بدلے عداوت کیجے ا

والضحیٰ حجرات الم نشرح سے پھر　　　　مومنو تمام حجت کیجے

ا القرآن الکریم ۲۶ /۷ ۲۲

۸۲ تقویۃ الایمان پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۷

۸۳ جامع الترمذی ابواب لدعوات ۲ /۱۹۷ والمستدرک کتاب صلوٰۃ التطوع ۱/ ۳۱۳، وکتاب الدعا ۵۱۹

سنن ابن ماجہ ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی صلوٰۃ الحاجۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰۰

۸۴ مسند الامام احمد بن حنبل، مسند الشامیین، باب حدیث عثمان بن حنیف ۷ ۱۰ /۶ برقم ۱۷۲۴۱ واللفظ لہ

سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب فی دعاء الضیف ۳۳۶/ ۵ برقم ۳۵۷۹
سنن ابن ماجۃ، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی صلاۃ الحاجۃ، ۷۱۵/ ۲، برقم ۱۳۸۵
السنن الکبری للنسائی، کتاب عمل الیوم واللیلۃ، باب ذکر حدیث عثمان بن حنیف ۶/ ۱۶۹ برقم ۱۰۴۹۶

المستدرک للحاکم، کتاب الصلاۃ التطوع، باب دعاء رد البصر، ۷۲۱/ ۱، برقم ۱۲۲۱
دلائل النبوۃ للبیھقی، باب مافی تعلیمہ الضریر ماکان فیہ شفائہ، ۱۶۸/ ۶
صحیح ابن خزیمۃ، کتاب جماع ابواب التطوع، باب صلاۃ الترغیب والترہیب ۲۲۵/ ۲ برقم ۱۲۱۹

المعجم الکبیر للطبرانی، من اسمہ عثمان، ۷۶۵-عثمان بن حنیف الانصاری من اخبارہ ۳۰/ ۹، برقم ۸۳۱۱
۸۵ یہ وہابیہ دونوں گروہ نام نہاد مقلد اور غیر مقلد کا شیوہ رہا ہے کہ اپنے مذہب کے خلاف آنے والے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو غیر صحیح نکالگا کر رد کردیتے ہیں۔
صحیح اور غیر صحیح کی بحث کو سمجھنے کے لے اعلیٰ حضرت کا رسالہ" منیر العین" کا مطالعہ فرمائیں فقیر کو اس رسالے کے تسہیل کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔
اس روایت کے متعلق امام طبرانی فرماتے ہیں" الحدیث صحیح" یہ حدیث صحیح ہے۔
امام بیہقی دلائل النبوۃ میں فرماتے ہیں اس حدیث کو ہم نے کتاب الدعوات میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ امام حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث شرائط امام بخاری اور امام مسلم کے مطابق صحیح ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ امام ابن ماجہ فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔ غیر مقلدین کے امام قاضی شوکانی شرح حصن حصین میں کہتے

ہیں امام طبرانی نے اس حدیث کی تمام اسانید بیان کے بعد فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ابن خزیمہ نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف الشہیر بہ امام نووی متوفی ۶۷۶ھ اپنی دعاؤں کی کتاب الاذکار میں اور امام جزری متوفی ۸۳۳ھ کا اسے حصن حصین میں لکھ کرامت کو پڑھنے کی ترغیب دینا اس بات پر دلیل ہے کہ انہوں نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو مدد کے لیے ذ پکارنے پر اُبھارا ہے تو اب جو فتویٰ بھی لگانا چاہے اعلیٰ حضرت سے پہلے امام نووی اور امام جزری پر لگائے۔

۸۶ القرآن الکریم ۱۱۹ / ۳

ترجمہ کنزالایمان: تم فرمادو کہ مرجاؤ اپنی گھٹنی قلبی جلن میں اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات۔ سورۂ آل عمران، آیت ۱۱۹

۸۷ انتہائی خطرناک بدگمانی ہے کسی بندۂ خدا کو قادر مستقل جاننا یہ دل کا معاملہ ہے کسی مسلمان کے دل پر فتویٰ لگا کر اس کو کفر کی طرف دھکیلنا خود اپنے لیے جہنم کے اسباب کرنا ہے۔

۸۸ القرآن الکریم ۴۹ / ۱۲

۸۹ القرآن الکریم ۱۷ / ۳۶

۹۰ القرآن الکریم ۲۴ / ۱۲

۹۱ القرآن الکریم ۲۴ / ۱۷

۹۲ صحیح بخاری باب قول اللہ عزوجل من بعد وصیۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۳۷۴

۹۳ سنن ابی داؤد باب علی مایقاتل المشرکون آفتاب عالم پریس لاہور ۱ / ۳۵۵

۹۴ توجہ رہے کہ یہاں پر "ننانوے معنی کفر کے نکلیں" ذکر سے وہابیہ دیوبندیہ گروہ مسلمانوں کو کافر بنانے میں اتنی جلدی کرتا ہے کہ دل پر بھی حکم لگا دیتا ہے لیکن جب بات ان کے بڑوں

کی آتی ہے تو صریح کفر کے باد جود ان کا قول یہ ہوتا ہے کہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ کسی میں
ننانوے باتیں کفر کی ہوں اور ایک اسلام کی جب بھی اسے کافر نہ کہیں گے۔
یعنی بہت خوب، بہت ہی خوب اپنے لیے وکیا قاعدہ ہے یعنی یہ اور ان کے
بڑے اگر بتوں کی پوجا کریں گیتا کو سر پر رکھیں اور ننانوے کفر کریں پھر بھی مسلمان رہیں
کیونکہ اسلام کی ایک بات تو ان میں ہے کہ ان کا نام مسلمانوں والا ہے اور عام مسلمان اگر
غوث پاک کو پکارے، حضرت علی کو مدد کے لیے ان بلائے فوراً کافر ہو جائے۔ سبحان اللہ کیا
دوغلی پالیسی ہے۔

۹۵ سنن الدار قطنی کتاب النکاح باب المہر دار المحاسن اللطباعۃ قاہرۃ ۳ / ۲۵۲

۹۶ مسلمانوں سے یہ بدگمانی رکھنا کہ وہ اولیاء اللہ کو قادر بذات مانتے ہیں کیا اپنے لیے ادعویٰ
علم غیب نہیں؟

۹۷ یہاں ایک سروے کرلو اور یا خواجہ المدد، یا علی المدد کا نعرہ لگانے والوں سے پوچھو کہ تم
کیا عقیدہ رکھتے ہو؟ کیا تم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی
اجمیری کو خدا کا ہمسر مانتے ہو؟ کیا تم ان افراد کو جنہیں تم مدد کے لیے و بلاتے ہو قادر بذات
مانتے ہو یعنی یہ مانتے ہو کہ ان کو اللہ کی حاجت نہیں وہ بغیر اللہ کی مدد کے بھی دینے پر
قدرت رکھتے ہیں؟ یا تم یہ مانتے ہو کہ اللہ عزوجل نے نعمتیں بانٹنے کے لیے جس طرح قادرِ
مطلق ہونے کے باوجود فرشتوں کی ڈیوٹی لگائی ہے اسی طرح اپنے کچھ بندوں کی بھی ڈیوٹی
لگائی ہے سروے کر کے دیکھ لو تمہیں جواب مل جائے گا۔

۹۸ شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام الباب الثامن فی التوسل الخ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۷۵

۹۹ الجوہر المنظم الفصل السابع فیما ینبغی للزائر الخ المطبعۃ الخیریہ مصر ص ۶۲

۱۰۰اللمعات لمعہ ۱۱۱ اکادیمیۃ الشاہ ولی اللہ حیدر آباد ص ۶۲

۱۰۱فتح العزیز تفسیر عزیزی سورۃ الم نشرح مسلم بکڈ پو لال کنواں دہلی ص ۳۲۲

۱۰۲کلمات طیبات فصل دوم در مکاتیب مرزا مظہر جانجاناں مطبع مجتبائی دہلی ص ۱۹

۱۰۳کلمات طیبات ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں مطبع مجتبائی دہلی ص ۸۳

۱۰۴کلمات طیبات ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں مطبع مجتبائی دہلی ص ۸۳

۱۰۵السیف المسلول القاضی ثناء اللہ پانی پتی مترجم اردو فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۵۲۷

۱۰۶صراط مستقیم تکملہ باب چہارم در بیان طریق الخ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۴۷

۱۰۷صراط مستقیم تکملہ در بیان سلوک ثانی راہ ولایت المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۳۲

۱۰۸صراط مستقیم تکملہ در بیان سلوک ثانی راہ ولایت المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۳۲

۱۰۹زبدۃ النصائح رسالہ نذور

۱۱۰ہرگز نہ کہیں گے اپنے بڑوں کو تو یہ صریح کفر پر بھی ولایت کے اعلیٰ درجات عطا فرماتے ہیں۔

۱۱۱یعنی نواب صدیق حسن بھوپالی

۱۱۲القرآن الکریم ۵۹ / ۱۶

واقعات

امام شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ حضرت امام ابوالحسن شاذلی اور ان کے شاگرد حضرت شیخ ابوالعباس مرسی علیہما الرحمۃ فرماتے تھے کہ اگر ہم لمحہ بھر کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے محروم ہوجائیں تو اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہ کریں۔ میزان الشریعۃ ص ۴۸

یہ ارشادات ذکر فرما کر امام شعرانی نے فرمایا جب، یہ مرتبہ ہر ولی کی بابت ہے تو ائمہ مجتہدین تو اس مقام کے زیادہ مستحق ہیں پھر ارشاد فرماتے ہیں۔ ائمہ فقہاء کرام اور صوفیاء حضرات سب اپنے پیروکاروں کی شفاعت کریں گے اور روح نکلتے وقت ان کی نگہبانی کریں گے اور یونہی منکر نکیر کے سوالات کے وقت اور حشر ونشر اور حساب اور میزان عمل اور پل صراط سے گزرنے کے وقت خیال رکھیں گے اور حشر کے ان مقامات میں سے کسی مقام میں اپنے پیروکاروں سے غافل نہ ہوں گے۔ اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں۔ جب مشائخ صوفیاء دنیا وآخرت میں تمام مشکلات اور تکلیفوں میں اپنے مریدوں اور پیروکاروں کی نگرانی فرماتے ہیں۔ تو ائمہ دین کیسے نہ نگرانی کریں گے۔ جو تمام جہاں کی میخیں اور دین کے ستون اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت پر امین ہیں بلاشبہ وہ ضرور ضرور مدد فرماتے ہیں۔

حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی مجلسِ میلاد مصر میں ہوتی ہے۔ مزارِ مبارک پر آپ کی وِلادت کے دن ہر سال مجمع ہوتا ہے اور آپ کا میلاد پڑھا جاتا ہے۔ امام عبدالوہاب شعرانی قدس اللہ سرہ الربانی اِلتزام یعنی پابندی کے ساتھ ہر سال حاضر

ہوتے۔ اپنی کتاب میں بھی بہت تعریف لکھی ہے، کئی ورقوں میں اس مجلس کے حالات بیان کیے ہیں۔ مجلس تین دن ہوتی ہے، ایک دفعہ آپ کو تاخیر ہوگئی، یہ ہمیشہ ایک دن پہلے ہی حاضر ہوجاتے تھے۔ اس دفعہ آخری دن پہنچے جو اَولیائے کرام مزار مُبارک پر مُراقب یعنی مراقبہ کرنے والے تھے، انہوں نے فرمایا: کہاں تھے دو روز سے؟ حضرت مزارِ مُبارک سے پردہ اُٹھا اُٹھا کر فرماتے ہیں: عبدالوہاب آیا؟ عبدالوہاب آیا؟ الطبقات الکبری للشعرانی، ج ا،ص ۲۵۸ ملخصًا

انہوں نے فرمایا: کیا حُضُور کو میرے آنے کی اِطّلاع ہوتی ہے؟ انہوں نے فرمایا: اِطّلاع کیسی؟ حُضُور تو فرماتے ہیں کہ کتنی ہی منزل پر کوئی شخص میرے مزار پر آنے کا اِرادہ کرے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اس کی حفاظت کرتا ہوں، اگر اس کا ایک ٹکڑا رسی کا جاتا رہے گا اللہ تعالیٰ مجھ سے سوال فرمائے گا۔

اپنے مسلمان بھائیوں کی حاجتیں پوری کرنے کا ثواب

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ جو کسی مسلمان کی ایک دنیوی پریشانی دور کریگا اللہ عزوجل قیامت کی پریشانیوں میں سے اس کی ایک پریشانی دور فرمائے گا اور جو تنگدست کے لئے آسانی مہیا کریگا اللہ عزوجل دنیا و آخرت میں اسکے لئے آسانیاں پیدا فرمائے گا اور جو دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کریگا اللہ عزوجل دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور بندہ جب تک اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اللہ عزوجل بھی اس کی مدد فرماتا رہتا ہے۔

جامع الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الستر ۃ علی المسلم، رقم ۱۹۳۷، ج ۳، ص ۳۷۳

حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے قید کرتا ہے اور جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے اللہ عزوجل اس کی حاجت پوری فرماتا ہے اور جو کسی مسلمان کی ایک پریشانی دور کرے گا اللہ عزوجل قیامت کی پریشانیوں میں سے اس کی ایک پریشانی دور فرمائے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الظلم، رقم ۲۵۸۰، ص ۱۳۹۴

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی کے لئے چلے اس کا یہ عمل اس کے لیے دس سال اعتکاف کرنے سے بہتر ہے اور جو شخص اللہ عزوجل کی رضا کے لئے ایک دن اعتکاف کرے اللہ عزوجل اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل فرما دیتا ہے اور ان میں سے دو خندقوں کا درمیانی فاصلہ مشرق و مغرب کے فاصلے سے زیادہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ تم میں سے جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے کے لئے چلے تو یہ عمل میری اس مسجد یعنی مسجدِ نبوی شریف علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں دو مہینے اعتکاف کرنے سے افضل ہے۔

الترغیب والترھیب، کتاب البر والصلۃ، باب الترغیب فی قضاء حوائج المسلمین..الخ رقم ۸، ج ۳، ص ۲۶۳

حضرتِ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے فرمایا کہ بندہ جب تک اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں رہتا ہے اللہ عزوجل اسکی حاجت پوری فرماتا رہتا ہے۔

مجمع الزوائد، کتاب البر والصلۃ، باب فضل قضاء الحوائج، رقم ۱۳۷۲۳، ج ۸، ص ۳۵۲

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بحر وبَر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے فرمایا کہ جو اپنے کسی اسلامی بھائی کی حاجت روائی کے لئے چلتا ہے اللہ عزوجل اس کے اپنی جگہ واپس آنے تک اس کے ہر قدم پر اس کے لئے ستر نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے ستر گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ پھر اگر اس کے ہاتھوں وہ حاجت پوری ہوگئی تو وہ اپنے گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا اور اگر اس دوران اس کا انتقال ہوگیا تو وہ بغیر حساب جنت میں داخل ہوگا۔

الترغیب والترہیب، کتاب البر والصلۃ، باب الترغیب فی قضاء حوائج المسلمین..الخ، رقم ۱۲، ج ۳، ص ۲۶۴

اُم المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ ؤالہٖ وسلّم نے فرمایا کہ جو اپنے کسی مسلمان بھائی کی جائز فریاد بادشاہ تک پہنچانے کے لئے یا کسی تنگدست کو مہلت دلانے کے لئے جاتا ہے اللہ عزوجل اس دن پل صراط کو عبور کرنے میں اس کی مدد فرمائے گا جب لوگوں کے قدم پھسل رہے ہونگے۔

الترغیب والترہیب، کتاب البر والصلۃ، باب الترغیب فی قضاء حوائج المسلمین..الخ، رقم ۱۶، ج ۳، ص ۲۶۵

حضرتِ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ

معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر ایک صدقہ ہے۔ عرض کیا گیا، اگر وہ اس کی طاقت نہ رکھے تو؟ فرمایا، وہ اپنے ہاتھ سے کمائے، خود کو نفع پہنچائے اور دوسروں پر صدقہ بھی کرے۔ عرض کیا گیا، اگر وہ اس کی بھی استطاعت نہ رکھے؟ فرمایا، کسی مظلوم حاجت مند کی مدد کرے۔ عرض کیا گیا، اگر وہ اس کی بھی استطاعت نہ رکھے؟ فرمایا تو وہ نیکی یا بھلائی کا حکم دے۔ عرض کیا گیا، اگر ایسا نہ کر سکے تو؟ فرمایا، شر سے بچتا رہے کیونکہ یہ بھی صدقہ ہے۔

صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب بیان ان اسم الصدقۃ،،، الخ، رقم ۱۰۰۸، ص ۵۰۴

ایک راویت میں ہے کہ جس نے اپنے بھائی کی عزت بچائی اللہ عزوجل قیامت کے دن اس سے اپنا عذاب دور فرمادے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمۂ کنز الایمان:

اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا۔ پ، 21، الروم: 47

الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب من الغیبۃ... الخ، رقم ۳۷، ج ۳، ص ۳۳۴

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ جو دنیا میں اپنے بھائی کی عزت بچائے گا اللہ عزوجل قیامت کے دن ایک فرشتہ بھیجے گا جو اسے جہنم سے بچائے گا۔

الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب من الغیبۃ، رقم ۳۹، ج ۳، ص ۳۳۴

حضرتِ سیدنا سہل بن معاذ بن انس اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا کہ جس نے کسی مؤمن کو منافق سے بچایا اللہ عزوجل ایک فرشتہ بھیجے گا جو قیامت کے دن اسکے گوشت کو جہنم سے بچائے گا اور جس نے کسی مسلمان کو رسوا کرنے کے لئے کوئی بات کہی اللہ عزوجل اسے جہنم کے پل پر روک لے گا یہاں تک کہ وہ اپنے کہے کی سزا بھگت لے۔

ابوداوَد، کتاب الأدب، باب من ردعن مسلم، رقم ۴۸۸۳، ج ۴، ص ۳۵۵

حضرتِ سیدتنا اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، جس نے اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی عزت بچائی اللہ عزوجل پر حق ہے کہ اسے جہنم سے آزاد فرمادے۔

مسند احمد بن حنبل، مسند اسماء بنت یزید، رقم ۲۷۶۸۰، ج ۱۰، ص ۴۴۵ بتغیر قلیل

حضرتِ سیدنا اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا کہ جس کے سامنے اس کے بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس کی مدد کرسکتا ہو پھر اگر وہ اس کی مدد کرے تو اللہ عزوجل دنیا اور آخرت میں اس کی مدد فرمائے گا اور اگر اس نے اس کی مدد نہ کی تو اسے دنیا و آخرت میں اس کا گناہ ملے گا۔

الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب من الغیبۃ ... الخ، رقم ۴۰، ج ۳، ص ۳۳۴

حضرتِ سیدنا جابر بن عبد اللہ اور حضرتِ سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا

کبھی مسلمان کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد نہ کرے جہاں اس کی عزت پامال کی جاری ہو اور اسے گالیاں دی جاری ہوں تو اللہ عزوجل اسے ایسی جگہ رسوا کریگا جہاں وہ اپنی مدد کا طلب گار ہوگا اور جو مسلمان کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اسے گالیاں دی جاری ہوں اور اس کی عزت پامال کی جاری ہو تو اللہ عزوجل اس کی ایسی جگہ مدد فرمائے گا جہاں وہ اپنی مدد کا طلب گار ہوگا۔

ابو داؤد، کتاب الأدب، باب من ردعن مسلم غیبۃ، رقم ۴۸۸۴، ج ۴، ص ۳۵۵

حضرت سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَالہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، جب کوئی حاجت مند آئے تو اسکی سفارش کیا کرو تاکہ تمہیں اجر ملے اور اللہ جو چاہے نبی کی زبان سے فیصلہ جاری کروائے۔

بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب التحریض علی الصدقۃ والشفاعۃ فیھا، ج ۱، رقم ۱۴۳۲، ص ۴۸۳

حضرت سیدنا سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، سب سے افضل صدقہ زبان کا صدقہ ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی، یارسول اللہ صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالہٖ وَسَلَّم! زبان کا صدقہ کیا ہے؟ فرمایا، تمہاری وہ سفارش جس سے کسی قیدی کو رہائی دلادو، کسی کا خون گرنے سے بچالو اور کوئی بھلائی اپنے بھائی کی طرف بڑھادو اور اس سے کوئی مصیبت دور کردو۔

شعب الایمان، باب فی تعاون علی البر والتقوی، ج ۶، رقم ۷۶۸۳۔ ۷۶۸۳، ص ۱۲۴

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور انور صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، جو کوئی اپنے مسلمان بھائی اور کسی صاحب حیثیت کے درمیان بھلائی پہنچنے یا تنگی کے آسان ہونے میں مددگار بنا تو اللہ تبارک وتعالیٰ پل صراط پر اسکی مدد

فرمائے گا جس دن قدم ڈگمگا رہے ہونگے۔ مجمع الزوائد، کتاب البر والصلۃ، باب فضل قضاء الحوائج، ج ۸، رقم ۱۳۷۰۹، ص ۳۴۹

حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَالہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، ظالم حاکم کے سامنے حق بات کہنا بہت بڑا جہاد ہے۔ ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء افضل الجہاد، ج ۴، رقم ۲۱۸۱، ص ۲۷

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ کونین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَالہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، جو بھی اپنے مسلمان بھائی کی عزت کی حفاظت کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکی جہنم سے حفاظت فرمائے گا۔ اسی موقع پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی، وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۴۷﴾ ترجمہ کنزالایمان: اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا۔ پ ۲۱، الروم: ۴۷
شرح السنۃ، کتاب البر والصلۃ، باب الذب عن المسلمین، ج ۶، رقم ۳۴۲۲، ص ۴۹۴

حضرت سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، جو اپنے بھائی کی مدد کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور وہ اسکی پوشیدہ مدد کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا وآخرت میں اسکی مدد فرمائے گا۔
مجمع الزوائد، کتاب الفتن، باب فیمن قدر علی نصر مظلوم او انکار منکر، ج ۷ رقم ۱۲۱۳۹، ص ۵۲۷

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، جو اپنے بھائی کی پوشیدہ طور پر مدد کرے اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اسکی مدد فرمائے گا۔ الترغیب والترہیب، کتاب الادب، باب الترغیب من الغیبۃ والبہت وبیانھما، ج ۳، رقم ۴۱، ص ۳۳۵، بتغیر قلیل

حضرت سیدنا جابر بن مالک اور حضرت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سید عالم صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، جو کوئی مسلمانوں کی مدد کرنا ایسی جگہ چھوڑ دیتا ہے جہاں اس کی بے عزتی ہو رہی ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس شخص کی مدد بھی ایسی جگہ نہیں فرماتا جہاں وہ مدد کا طلب گار ہوتا ہے، اور جو کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرتا ہے جہاں اسکی بے عزتی ہو رہی ہو اور اسکا تقدس پامال کیا جا رہا ہو تو اللہ عزوجل اس مددگار کی ایسی جگہ مدد فرماتا ہے جہاں وہ مدد و نصرت کا طلب گار ہوتا ہے۔

ابوداؤد، کتاب الادب، باب من ردعن مسلم غیبۃ، ج ۴، رقم ۴۸۸۴، ص ۳۵۵

حضرت سیدنا معاذ بن انس الجہنی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سرورِ کونین صَلَّی اللہ تعَالیٰ علیہ وَالہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، جس نے کسی مسلمان کی عزت کو اس منافق سے بچایا جو پیٹھ پیچھے اس کی برائی کر رہا تھا تو اللہ تبارک وتعالیٰ بروز قیامت اسکی طرف ایک فرشتہ بھیجے گا جو اسے جہنم سے بچائے گا اور جس نے کسی مسلمان کو ذلیل کرنے کا سامان کیا اللہ تعالیٰ اسکی سزا پوری ہونے تک اُسے جہنم کے پل پر روکے رکھے گا۔ ابوداؤد، کتاب الادب، باب من ردعن مسلم غیبۃ، ج ۴، رقم ۴۸۸۳، ص ۳۵۴

امامِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم

امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والدِ ماجد حضرت سیّدُنا ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْہَہُ الْکَرِیم کی اس دعا کی برکت سے ہوں جو انہوں نے میرے حق میں فرمائی۔ حضرت سیّدُنا ضمری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدُنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی ہیئت وحالت، چہرہ، لباس اور جوتے اچھے ہوتے تھے اور اپنے پاس آنے والے ہر شخص کی مدد فرماتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قد درمیانہ تھا، نہ زیادہ لمبا تھا، نہ پست۔ تمام لوگوں سے زیادہ احسن انداز میں کلام فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سانپ گر گیا۔ لوگوں نے بھاگنا شروع کر دیا لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سانپ کو ہٹا دیا اور خود وہیں بیٹھے رہے اور بالکل اِدھر اُدھر نہ ہوئے۔ حضرت سیِّدنا ابونعیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم فرمایا کرتے: امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوبصورت چہرے اور ستھرے کپڑوں والے، اچھی خوشبو والے، بہت کرم فرمانے والے اور اپنے بھائیوں کی مدد فرمانے والے تھے۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑے عابد وزاہد، اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی معرفت اور اس کا خوف رکھنے والے تھے، اپنے علم سے ہمیشہ رضائے الٰہی عَزَّ وَجَلَّ تلاش کرتے۔

تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابوحنیفۃ التیمی، ج ۱۳، ص ۳۲۷۔۳۳۱۔ ۳۳۷

دیانت دار تاجر

حضرت سیدنا مظفر بن سہل المُقری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا علان الخیاط علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ دوران گفتگو حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا ذکرِ خیر شروع ہوگیا، ہم ان کے فضائل ومناقب بیان کرنے لگے۔

حضرت سیدنا علان الخیاط علیہ رحمۃ اللہ الرزاق نے فرمایا: ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمتِ بابرکت میں حاضر تھا، اچانک ایک عورت

نہایت پریشانی کے عالم میں آئی اور آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگی: اے ابوالحسن علیہ رحمۃ اللہ الاعظم! میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پڑوس میں رہتی ہوں، مجھ پر ایک مصیبت آن پڑی ہے، رات میرے بیٹے کو سپاہی پکڑ کر لے گئے اور مجھے خطرہ ہے کہ وہ اسے تکلیف پہنچائیں گے اور اسے سزا دیں گے۔ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی ہوں۔ اگر آپ میری مدد فرمائیں اور میرے ساتھ چل کر میرے بیٹے کی سفارش کریں یا پھر کسی کو میرے ساتھ بھیج دیں جو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پیغامِ سفارش حاکم کو پہنچا دیں تو مجھے امید ہے کہ حاکم میرے بیٹے کو چھوڑ دے گا۔ خدارا! میرے حال پر رحم فرمائیں۔

حضرت سیدنا علان الخیاط علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں کہ اس عورت کی یہ فریاد سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھڑے ہوئے اور نماز میں مشغول ہو گئے اور انتہائی خشوع وخضوع سے نماز پڑھنے لگے۔ جب کافی دیر ہوگئی تو اس عورت نے کہا: اے ابوالحسن علیہ رحمۃ اللہ الاعظم! جلدی کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ حاکم میرے بیٹے کو قید میں ڈال کر سزا دے اور اسے تکلیف پہنچائے، برائے کرم! میرے معاملے کو جلدی حل فرما دیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز میں مشغول رہے، پھر سلام پھیرنے کے بعد فرمایا: اے اللہ عزوجل کی بندی! میں تیرے ہی معاملے کو حل کر رہا ہوں۔

ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اس عورت کی خادمہ آئی اور اس نے کہا: محترمہ! گھر چلئے، آپ کا بیٹا بخیر وعافیت گھر لوٹ آیا ہے۔ یہ سن کر وہ عورت بہت خوش ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دعائیں دیتی ہوئی وہاں سے رخصت ہوگئی۔

حضرت سیدنا علان الخیاط علیہ رحمۃ اللہ الرزاق نے یہ واقعہ سنانے کے بعد ارشاد فرمایا: اے مظفر! اس سے بھی زیادہ عجیب بات میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بتاتا ہوں۔

حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی تجارت کیا کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ عہد کیا ہوا تھا کہ تین دینار سے زیادہ نفع نہیں لوں گا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے اس عہد پر سختی سے عمل کرتے۔

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بازار تشریف لے گئے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 60 دینار کے بدلے 96 صاع بادام

خریدے اور پھر انہیں بیچنے لگے اور ان کی قیمت 63 دینار رکھی، تھوڑی دیر کے بعد آپ کے پاس ایک تاجر آیا اور کہنے لگا: میں یہ سارے بادام آپ سے خریدنا چاہتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: خرید لو۔اس نے پوچھا: کتنے دینار لو گے؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: 63 دینار۔اس تاجر نے پوچھا: حضور! باداموں کا ریٹ بڑھ گیا ہے اور اب 96 صاع باداموں کی قیمت 90 دینار تک پہنچ چکی ہے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے 90 دینار میں یہ بادام فروخت کر دیں۔

حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: میں نے اپنے رب عزوجل سے وعدہ کر لیا ہے کہ تین دینار سے زیادہ نفع نہیں لوں گا لہذا میں اپنے وعدہ کے مطابق تمہیں یہ بادام بخوشی 63 دینار میں فروخت کرتا ہوں، اگر چاہو تو خرید لو، میں اس سے زیادہ رقم ہرگز نہیں لوں گا۔

وہ تاجر بھی اللہ عزوجل کا نیک بندہ تھا اور اپنے مسلمان بھائی کی بھلائی کا خواہاں تھا ۔دھوکے سے ان کا مال لینے والا یا بد دیانت تاجر نہ تھا۔جب اس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ بات سنی تو کہنے لگا: میں نے بھی اپنے رب عزوجل سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ کبھی بھی اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ بد دیانتی نہیں کروں گا اور نہ ہی کبھی کسی مسلمان کا نقصان پسند

کروں گا۔ اگر تم بادام 90 دینار میں بیچو تو میں خریدلوں گا، اس سے کم قیمت میں کبھی بھی یہ بادام نہیں خریدوں گا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اپنی بات پر قائم رہے اور فرمایا: میں 63 دینار سے زیادہ میں فروخت نہیں کروں گا۔ چنانچہ نہ تو اس امانت دار تاجر نے یہ بات گوارا کی کہ مَیں کم قیمت میں خریدوں اور نہ ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تین دینار سے زیادہ نفع لینے پر راضی ہوئے۔ آخر ان کا سودا نہ بن سکا اور تاجر وہاں سے چلا گیا۔

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت سیدنا علان الخیاط علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں: جن لوگوں میں ایسی عظیم خصلتیں پائی جائیں جب وہ اپنے پاک پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں تو ان کی دعائیں قبول کیوں نہ ہوں۔ اللہ عزوجل ایسے برگزیدہ بندوں کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت ضرور عطا فرماتا ہے۔ جو اللہ عزوجل کا ہو جاتا ہے اللہ عزوجل اس کے تمام معاملات کو حل فرما دیتا ہے۔

اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عید کا دن

حضرت سیدنا احمد بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا ابو عبداللہ محاملی علیہ رحمۃ اللہ الولی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: عید الفطر کے دن نمازِ عید کے بعد میں نے سوچا کہ آج عید کا دن ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ میں حضرت سیدنا داوٗد بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ میں حاضر ہو کر انہیں عید کی مبارکباد دوں، آج تو خوشی کا دن ہے، ان سے

ضرور ملاقات کرنی چاہیے۔ چنانچہ اسی خیال کے پیشِ نظر میں حضرت سیدنا داؤد بن علی علیہ رحمۃ اللہ الولی کے گھر کی جانب چل دیا۔ وہ سادگی پسند بزرگ تھے اور ایک سادہ سے مکان میں رہتے تھے۔ میں نے وہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر آنے کی اجازت چاہی تو انہوں نے مجھے اندر بلا لیا۔

جب میں کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے ایک برتن میں پھلوں اور سبزیوں کے چھلکے اور ایک برتن میں آٹے کی بُور یعنی بھوسی رکھی ہوئی تھی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسے کھا رہے تھے۔ یہ دیکھ کر مجھے بڑی حیرت ہوئی، میں نے انہیں عید کی مبارکباد دی اور سوچنے لگا کہ آج عید کا دن ہے، ہر شخص انواع و اقسام کے کھانوں کا اہتمام کر رہا ہوگا لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آج کے دن بھی اس حالت میں ہیں کہ چھلکے اور آٹے کی بھوسی کھا کر گزارہ کر رہے ہیں۔ میں نہایت غم کے عالم میں وہاں سے رخصت ہوا اور اپنے ایک صاحب ثروت دوست کے پاس پہنچا، جس کا نام جرجانی مشہور تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا: حضور! کس چیز نے آپ کو پریشان کر دیا ہے، اللہ عزوجل آپ کی مدد فرمائے، آپ کو ہمیشہ خوش و خرم رکھے، میرے لئے کیا حکم ہے؟

میں نے کہا: اے جرجانی! تمہارے پڑوس میں اللہ عزوجل کا ایک ولی رہتا ہے، آج عید کا دن ہے لیکن اس کی یہ حالت ہے کہ کوئی چیز خرید کر نہیں کھا سکتا۔ میں نے دیکھا کہ وہ پھلوں کے چھلکے کھا رہے تھے، تم تو نیکیوں کے معاملے میں بہت زیادہ حریص ہو، تم اپنے اس پڑوسی کی خدمت سے غافل کیوں ہو؟

یہ سن کر اس نے کہا: حضور! آپ جس شخص کی بات کر رہے ہیں وہ دنیادار لوگوں سے دور رہنا پسند کرتا ہے۔ میں نے آج صبح ہی اسے ایک ہزار درہم بھجوائے اور اپنا ایک غلام

بھی ان کی خدمت کے لئے بھیجا لیکن انہوں نے میرے دراہم اور غلام کو یہ کہہ کر واپس بھیج دیا کہ جاؤ اور اپنے مالک سے کہہ دینا کہ تم نے مجھے کیا سمجھ کر یہ درہم بھجوائے ہیں؟ کیا میں نے تجھ سے اپنی حالت کے بارے میں کوئی شکایت کی ہے؟ مجھے تمہارے ان درہموں کی کوئی حاجت نہیں، میں ہر حال میں اپنے پروردگار عزوجل سے خوش ہوں، وہی میرا مقصود اصلی ہے، وہی میرا کفیل ہے اور وہ مجھے کافی ہے۔

اپنے دوست سے یہ بات سن کر میں بہت متعجب ہوا اور اس سے کہا: تم وہ درہم مجھے دو، میں ان کی بارگاہ میں یہ پیش کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ وہ قبول فرمالیں گے۔ اس نے فوراً غلام کو حکم دیا: ہزار ہزار درہموں سے بھرے ہوئے دو تھیلے لاؤ۔ پھر اس نے مجھ سے کہا: ایک ہزار درہم میرے پڑوسی کے لئے اور ایک ہزار آپ کے لئے تحفہ ہیں۔ آپ یہ حقیر نذرانہ قبول فرمالیں۔ میں وہ دو ہزار درہم لے کر حضرت سیدنا داؤد بن علی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے مکان پر پہنچا اور دروازے پر دستک دی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دروازے پر آئے اور اندر ہی سے پوچھا: اے ابوعبداللہ محاملی! تم دوبارہ کس لئے یہاں آئے ہو؟ میں نے عرض کی: حضور! ایک معاملہ درپیش ہے، اسی کے متعلق کچھ گفتگو کرنی ہے۔ پس انہوں نے مجھے اندر آنے کی اجازت عطا فرمادی میں ان کے پاس بیٹھ گیا اور پھر درہم نکال کر ان کے سامنے رکھ دیئے۔ یہ دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں نے تجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دی اور تم میری حالت سے واقف ہو گئے۔ میں تو یہ سمجھا تھا کہ تم میری اس حالت کے امین ہو۔ میں نے تم پر اعتماد کیا تھا، کیا اس اعتماد کا صلہ تم اس دنیوی دولت کے ذریعے دے رہے ہو؟ جاؤ! اپنی یہ دنیوی دولت اپنے پاس ہی رکھو، مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔

حضرت سیدنا عبداللہ محاملی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ان کی یہ شانِ استغناء دیکھ کر میں واپس چلا آیا اور اب میری نظروں میں دنیا حقیر ہوگئی تھی۔ میں اپنے دوست جرجانی کے پاس گیا اسے سارا ماجرا سنایا اور ساری رقم واپس کر دینا چاہی تو اس نے یہ کہتے ہوئے وہ درہم واپس کر دیئے کہ اللہ عزوجل کی قسم! میں جو رقم اللہ عزوجل کی راہ میں دے چکا اسے کبھی واپس نہ لوں گا لہٰذا یہ مال تم اپنے پاس رکھو اور جہاں چاہو خرچ کرو۔ پھر میں وہاں سے چلا آیا اور میرے دل میں مال کی بالکل بھی محبت نہ تھی میں نے سوچ لیا کہ میں یہ ساری رقم ایسے لوگوں میں تقسیم کر دوں گا جو شدید حاجت مند ہونے کے باوجود دوسروں کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے بلکہ صبر و شکر سے کام لیتے ہیں اور اپنی حالت حتی الامکان کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتے۔

علم کے قدر دانوں کا صلہ

حضرت سیدنا ابو حسین بن شمعون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ، مجھے احمد بن سلیمان قطیعی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے بتایا: ایک مرتبہ میں بہت زیادہ محتاج ہوگیا تو حضرت سیدنا ابراہیم حربی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس اپنی کیفیت بیان کرنے چلا گیا۔انہوں نے مجھ سے فرمایا: اس معاملہ میں تیرا دل تنگ نہیں ہونا چاہے ۔اللہ عزوجل غیب سے مدد فرمانے والا ہے ۔ایک مرتبہ میں بھی اتنا محتاج ہوگیا تھا کہ نوبت فاقوں تک پہنچ گئی تھی ۔ میری زوجہ نے مجھ سے کہا: ہم دونوں تو صبر کرلیں گے مگر ہمارے ان دو بچوں کا کیا بنے گا ؟اپنی کتابوں میں سے کوئی کتاب ہی لے آؤ تاکہ اسے بیچ کر یا کسی کے پاس رہن رکھ کر ہم بچوں کے لئے کھانے کا بندوبست کرلیں ۔مجھے اپنی دینی کتابوں سے بہت زیادہ محبت تھی اس لئے میں نے کہا: ان بچوں کے لئے کوئی چیز ادھار لے لو اور مجھے آج کے دن اور رات کی مہلت دو ۔

میرے گھر کی دہلیز پر ایک کمرہ تھا جس میں میری کتابیں تھیں ، میں وہیں بیٹھ کر کتابوں کا مطالعہ اور تحریری کام کرتا تھا ۔اس رات بھی میں اسی کمرے میں تھا کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔میں نے پوچھا: کون ہے؟ اس نے کہا: تمہارا پڑوسی ہوں ۔میں نے کہا: اندر آجاؤ۔اس نے کہا: پہلے چراغ بجھاؤ تب میں داخل ہوں گا۔میں نے چراغ پر برتن اوندھا کردیا اور کہا: آجاؤ ۔وہ اندر آیا اور میرے پاس کوئی شے چھوڑ کر چلا گیا۔میں نے چراغ سے برتن ہٹایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت قیمتی رومال ہے جس میں انواع واقسام کے

کھانے اور پانچ سو درہم ہیں ۔میں نے اپنی بیوی کو بلا کر کہا: بچوں کو جگاؤ تا کہ وہ کھانا کھالیں ۔ دوسرے دن ہم پر جتنا قرض تھا وہ ان دراہم سے ادا کر دیا ۔ پھر خراسان سے حاجیوں کے قافلوں کی آمد کا وقت آ گیا لہٰذا اگلی رات میں اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ساربان ساز وسامان لدے دو اونٹ لئے آ رہا ہے اور ابراہیم حربی کے گھر کے متعلق پوچھ رہا ہے ۔ یہاں تک کہ وہ میرے پاس پہنچا تو میں نے کہا: میں ہی ابراہیم حربی ہوں ۔ چنانچہ اس شخص نے اونٹوں سے سامان اتارا اور کہنے لگا: یہ دونوں اونٹ خراسان کے ایک شخص نے آپ کے لئے بھیجے ہیں ۔میں نے پوچھا: وہ نیک شخص کون ہے ؟ کہنے لگا: اس نے مجھ سے قسم لی تھی کہ میں اس کے متعلق کسی کو نہ بتاؤں لہٰذا میں آپ کو اس کا نام نہیں بتا سکتا۔

عیون الحکایات

ایک مظلوم کی حکمت بھری باتیں

حضرتِ سیدنا حسن بن خضر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: مجھے ایک ہاشمی نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں خلیفہ ابوجعفر منصور کے دربار میں تھا۔ وہ لوگوں کی فریادیں سن کران کے لئے احکامات جاری کر رہا تھا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہا: اے امیر! یقیناً مجھ پر ظلم کیا گیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ اپنے اوپر کئے جانے والے ظلم کو بیان کرنے سے پہلے آپ کے سامنے ایک مثال پیش کروں ۔ امیر نے کہا: جو کہنا چاہتے ہو کہو ۔کہا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی مخلوق کے کئی طبقے بنائے اور انہیں مختلف مراتب میں

رکھ۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اپنی ماں کے علاوہ نہ تو کسی کو پہچانتا ہے نہ ہی کسی اور سے کوئی چیز طلب کرتا ہے۔ اگر اسے خوف محسوس ہو تو ماں کی آغوش میں آجاتا ہے۔ جب کچھ بڑا ہوتا ہے تو باپ کو پہچانتا ہے، اگر کوئی اسے تنگ کرے یا ڈرائے تو اپنے باپ کی پناہ لیتا ہے۔ پھر جب بالغ و مستحکم ہو جاتا ہے اور اسے کوئی چیز ڈراتی یا نقصان پہنچاتی ہے تو وہ اپنے بادشاہ کی طرف رجوع کرتا اور ظالم کے خلاف بادشاہ کی مدد چاہتا ہے۔ اگر بادشاہ خود اس پر ظلم کرے تو وہ تمام جہانوں کے خالق و مالک، اللہ عزوجل کی بارگاہ میں استغاثہ کرتا اور اس کی پناہ چاہتا ہے۔ اے امیر! بے شک میں بھی مخلوق کے انہیں طبقوں میں شامل ہوں۔ ابن نَہیک نے میری زمین کے معاملہ میں مجھ پر ظلم کیا ہے۔ اگر آپ میری مدد کریں گے تو بہت بہتر، ورنہ! میں اپنا مقدمہ، خالق کائنات جَلَّ جلاَ لہٗ کی بارگاہ میں پیش کر دوں گا۔ اب آپ کی مرضی چاہیں تو میری مدد فرمائیں یا مجھے چھوڑ دیں۔ اس شخص کی یہ حکمت بھری باتیں سن کر منصور نے کہا: اپنا کلام دہراؤ۔ اس شخص نے دوبارہ اسی طرح بیان کیا، تو ابو جَعفَر نے کہا: سنو! سب سے پہلے تو میں ابن نَہیک کو معزول کرتا ہوں اور اسے حکم دیتا ہوں کہ وہ جلد از جلد تمہاری زمین تمہیں واپس کر دے۔

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح

غزوہ مریسیع کی جنگ میں جو کفار مسلمانوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے ان میں سردار قوم حارث بن ضرار کی بیٹی حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں جب تمام قیدی لونڈی غلام بنا کر مجاہدین اسلام میں تقسیم کر دیئے گئے تو حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آئیں انہوں نے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ کہہ دیا کہ تم مجھے اتنی اتنی رقم دے دو تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا، حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کوئی رقم نہیں تھی وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اپنے قبیلے کے سردار حارث بن ضرار کی بیٹی ہوں اور میں مسلمان ہو چکی ہوں حضرت ثابت بن قیس نے اتنی اتنی رقم لے کر مجھے آزاد کر دینے کا وعدہ کرلیا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری مدد فرمائیں تاکہ میں یہ رقم ادا کر کے آزاد ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اس سے بہتر سلوک تمہارے ساتھ کروں تو کیا تم منظور کرلو گی؟ انہوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں خود تنہا تمہاری طرف سے ساری رقم ادا کر دوں اور تم کو آزاد کر کے میں تم سے نکاح کرلوں تاکہ تمہارا خاندانی اعزاز و وقار برقرار رہ جائے، حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خوشی خوشی اس کو منظور کرلیا، چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ساری رقم اپنے پاس سے ادا فرما کر حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمالیا جب یہ خبر لشکر میں پھیل گئی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا سے نکاح فرمالیا تو مجاہدین اسلام کے لشکر میں اس خاندان کے جتنے لونڈی غلام تھے مجاہدین نے سب کو فوراً ہی آزاد کر کے رہا کر دیا اور لشکر اسلام کا ہر سپاہی یہ کہنے لگا کہ جس خاندان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شادی کر لی اس خاندان کا کوئی آدمی لونڈی غلام نہیں رہ سکتا اور حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگیں کہ ہم نے کسی عورت کا نکاح حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح سے بڑھ کر خیر و برکت والا نہیں دیکھا کہ اس کی وجہ سے تمام خاندان بنی المصطلق کو غلامی سے آزادی نصیب ہوگئی۔ ابو داود کتاب العتق ج ۲ ص ۵۴۸

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اصلی نام برہ تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس نام کو بدل کر جویریہ نام رکھا۔ مدارج جلد ۲ ص ۱۵۵

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روزمرہ کے معمولات

احادیثِ کریمہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دن رات کے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک خدا عزوجل کی عبادت کے لئے، دوسرا عام مخلوق کے لئے، تیسرا اپنی ذات کے لئے۔

عام طور پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ نماز فجر کے بعد آپ اپنے مصلی پر بیٹھ جاتے یہاں تک کہ آفتاب خوب بلند ہو جاتا۔ عام لوگوں سے ملاقات کا یہی خاص وقت تھا لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے اور اپنی حاجات و ضروریات کو آپ کی بارگاہ میں پیش کرتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی ضروریات کو پوری فرماتے اور لوگوں کو مسائل و احکام اسلام کی تعلیم و تلقین فرماتے اپنے اور لوگوں کے

خوابوں کی تعبیر بیان فرماتے۔ اس کے بعد مختلف قسم کی گفتگو فرماتے کبھی کبھی لوگ زمانہ جاہلیت کی باتوں اور رسموں کا تذکرہ کرتے اور ہنستے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مسکرا دیتے کبھی کبھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کو اشعار بھی سناتے۔

مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۰۶ باب الضحک ابوداؤد ج ۲ ص ۳۱۸ باب فی الرجل یجلس متربعا

اکثر اسی وقت میں مال غنیمت اور وظائف کی تقسیم بھی فرماتے۔ جب سورج خوب بلند ہو جاتا تو کبھی چار رکعت کبھی آٹھ رکعت نماز چاشت ادا فرماتے پھر ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے حجروں میں تشریف لے جاتے اور گھریلو ضروریات کے بندوبست میں مصروف ہو جاتے اور گھر کے کام کاج میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی مدد فرماتے۔ بخاری ج ۱ ص ۹۳ باب من کان فی حاجۃ اہلہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے گھریلو کام خود اپنے دستِ مبارک سے کرلیا کرتے تھے۔ اپنے خادموں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے تھے اور گھر کے کاموں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے خادموں کی مدد فرمایا کرتے تھے۔ 2 شفاء شریف جلد ۱ ص ۷۷

دربارِ نبوت کے شعراء

یوں تو بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح وثنا میں قصائد لکھنے کی سعادت سے سرفراز ہوئے مگر دربارِ نبوی کے مخصوص شعراء کرام تین ہیں جو نعت گوئی کے ساتھ ساتھ کفار کے شاعرانہ حملوں کا اپنے قصائد کے ذریعہ دندان شکن جواب بھی دیا کرتے تھے۔

۱ حضرت کعب بن مالک انصاری سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے معتوب ہوئے مگر پھر ان کی توبہ کی مقبولیت قرآن مجید میں نازل ہوئی۔ ان کا بیان ہے کہ ہم لوگوں سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ مشرکین کی ہجو کرو کیونکہ مومن اپنی جان اور مال سے جہاد کرتا رہتا ہے اور تمہارے اشعار گویا کفار کے حق میں تیروں کی مار کے برابر ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سلطنت کے دور میں ان کی وفات ہوئی۔

۲ حضرت عبداللہ بن رواحہ انصاری خزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے فضائل و مناقب میں چند احادیث بھی ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو سید الشعراء کا لقب عطا فرمایا تھا۔ یہ جنگ موتہ میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔

۳ حضرت حسان بن ثابت بن منذر بن عمرو انصاری خزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دربار رسالت کے شعراء کرام میں سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی کہ اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ یعنی یا اللہ! حضرت جبریل علیہ السلام ذریعہ ان کی مدد فرما۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب تک یہ میری طرف سے کفار مکہ کو اپنے اشعار کے ذریعہ جواب دیتے رہتے ہیں اس وقت تک حضرت جبریل علیہ السلام ان کے ساتھ رہا کرتے ہیں۔ ایک سو بیس برس کی عمر پا کر ۵۴ھ میں وفات پائی۔

اللہ کے پیارے وفات کے بعد زندوں کی مدد کرتے ہیں۔

قرآن شریف سے ثابت ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ

رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ

یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جو میں تمہیں کتاب و حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے تو تم اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ پ3 آل عمرٰن: 81

اس آیت سے پتا لگا کہ میثاق کے دن رب تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے دو وعدے لئے۔ ایک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا، دوسرے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرنا۔ اور رب تعالیٰ جانتا تھا کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان میں سے کسی کی زندگی میں نہ تشریف لائینگے پھر بھی انہیں ایمان لانے اور مدد کرنے کا حکم دیا معلوم ہوا کہ روحانی ایمان اور روحانی مدد مراد ہے اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے دونوں وعدوں کو پورا کیا کہ معراج کی رات سب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے نماز پڑھی یہ ایمان کا ثبوت ہے۔ بہت سے پیغمبروں نے حج الوداع میں شرکت کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شب معراج دین مصطفی کی اس طرح مدد کی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کرادیں۔ اب بھی وہ حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی روحانی مدد فرمارہے ہیں اگر یہ مدد نہ ہوا کرتی تو یہ عہد لغو ہوتا عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں اس عہد کو ظاہر طور پر بھی پورا فرمانے کے لئے تشریف لائیں گے۔

[علم القرآن]

من دون اللہ

قرآن شریف میں یہ لفظ بہت زیادہ استعمال ہوا ہے۔ عبادت کے ساتھ بھی آیا ہے۔ تصرف اور مدد کے ساتھ بھی، ولی اور نصیر کے ساتھ بھی۔ شہید اور وکیل کے ساتھ بھی، شفیع

کے ساتھ بھی۔ ہدایت، ضلالت کے ساتھ بھی جیسے کہ قرآن کی تلاوت کرنے والوں پر مخفی نہیں اور ہم بھی ہر طرح کی آیات گزشتہ مضامین میں پیش کر چکے ہیں۔

اس لفظ دون کے معنی سواء اور علاوہ ہیں، مگر یہ معنی قرآن کی ہر آیت میں درست نہیں ہوتے۔ اگر ہر جگہ اس کے معنی سواء کئے جائیں تو کہیں تو آیات میں سخت تعارض ہوگا اور کہیں قرآن میں صراحۃً جھوٹ لازم آئے گا جس کے دفع کے لئے سخت دشواری ہوگی قرآن کریم میں تامل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ تین معنی میں استعمال ہوا ہے۔

اسواء، علاوہ ۲ مقابل ۳ اللہ کو چھوڑ کر۔ جہاں من دون اللہ عبادت کے ساتھ ہو یا ان الفاظ کے ہمراہ آوے جو عبادت یا معبود کے معنی میں استعمال ہوئے ہوں تو اس کے معنی سواء ہوں گے کیونکہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہیں ہوسکتی، جیسے اس آیت میں۔

1 فَلَآ اَعۡبُدُ الَّذِيۡنَ تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلٰـكِنۡ اَعۡبُدُ اللّٰهَ الَّذِىۡ يَتَوَفّٰٮكُمۡ

پس نہیں پوجتا میں انہیں جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا اور لیکن میں تو اس اللہ کو پوجوں گا جو تمہیں موت دیتا ہے۔ پ، 11 یونس: 104

2 وَيَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنۡفَعُهُمۡ وَلَا يَضُرُّهُمۡ

اور پوجتے ہیں وہ کافر اللہ کے سواء انہیں جو نہ انہیں نفع دیں نہ نقصان۔ پ،19 الفرقان: 55

3 اُحۡشُرُوا الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا وَاَزۡوَاجَهُمۡ وَمَا كَانُوۡا يَعۡبُدُوۡنَ ﴿۲۲﴾ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ

جمع کرو ظالموں کو اور ان کی بیویوں کو اور ان کو جن کی پوجا کرتے تھے یہ اللہ کے سواء۔ پ،23 الصّٰفّٰت: 22،23

اس جیسی بہت سی آیات میں مِن دُونِ اللہِ کے معنی اللہ کے سواء ہیں کیونکہ یہ عبادت کے

ساتھ آئے ہیں اور عبادت غیر اللہ کسی کی بھی نہیں ہو سکتی۔

4 قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا

فرماؤ کہ تم بتاؤ کہ تمہارے وہ شرکاء جن کی تم پوجا کرتے ہو خدا کے سواء مجھے دکھاؤ انہوں نے کیا پیدا کیا۔ پ،22 فاطر: 40

5 وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾

اور بلالو اپنے معبودوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔ پ 1، البقرۃ: 23

6 اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ

تو کافروں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ میرے بندوں کو میرے سوا معبود بنائیں۔ پ،16 الکہف: 102

ان جیسی آیات میں چونکہ دون کا لفظ تدعون اور اولیاء کے ساتھ آیا ہے اور یہاں تدعون کے معنی عبادت ہیں اور اولیاء کے معنی معبود لہٰذا یہاں بھی دون بمعنی علاوہ اور سوا ہوگا لیکن جہاں دون مدد یا نصرت یا دوستی کے ساتھ آوے گا تو وہاں اس کے معنی صرف سواء کے نہ ہوں گے۔ بلکہ اللہ کے مقابل یا اللہ کو چھوڑ کر ہوں گے یعنی اللہ کے سواء اللہ کے دشمن۔ اس تفسیر اور معنی میں کوئی دشواری نہ ہوگی جیسے

1 اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ﴿۲﴾

کہ میرے مقابل کسی کو وکیل نہ بناؤ۔ پ،15 بنی اسرآءیل: 2

2 اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ

کیا ان لوگوں نے اللہ کے مقابل کچھ سفارشی بنا رکھے ہیں۔ پ،24 الزمر: 43

3 وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾

اور اللہ کے مقابل نہ تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار۔ پ 1، البقرۃ: 107

4 وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾

اور وہ اللہ کے مقابل اپنا نہ کوئی دوست پائینگے اور نہ مددگار۔ پ6، النسآء: 173

5 لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ

مومن مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں۔ پ3 اٰل عمرٰن: 28

6 وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾

اور جو شیطان کو دوست بنائے خدا کو چھوڑ کر وہ کھلے ہوئے گھاٹے میں پڑ گیا۔

پ5، النسآء: 119

7 وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ

اور نہیں ہے ان کافروں کے لئے اللہ کے مقابل کوئی مددگار۔ پ12، ہود: 20

ان جیسی تمام ان آیتوں میں جہاں مدد، نصرت، ولایت، دوستی وغیرہ کے ساتھ لفظ دون آیا ہے۔ ان میں اس کے معنی صرف سواء یا علاوہ کے نہیں بلکہ وہ سواء مراد ہے جو رب تعالیٰ کا دشمن یا مقابل ہے۔ لہٰذا اس دون کے معنے مقابل کرنا نہایت موزوں ہے۔ جن مفسرین نے یا ترجمہ کرنیوالوں نے ان مقامات میں سواء ترجمہ کیا ہے ان کی مراد بھی سواء سے ایسے ہی سواء مراد ہیں۔ اس دون کی تفسیر یہ آیات ہیں:

1 وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ

اور اگر رب تمہیں رسوا کرے تو کون ہے جو پھر تمہاری مدد کرے۔ پ4 اٰل عمرٰن: 160

2 لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾

تم فرماؤ کہ وہ کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچائے اگر ارادہ کرے رب تمہارے لئے برائی کا اور

ارادہ کرے مہربانی کا اور وہ اللہ کے مقابل کوئی نہ دوست پائیں گے نہ مددگار۔
پ،21الاحزاب: 17

3 اَمۡ لَهُمۡ اٰلِهَةٌ تَمۡنَعُهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِنَا

کیاان کے کچھ ایسے خدا ہیں جو انہیں ہم سے بچالیں ۔پ،17الانبیآء: 43

ان آیات نے تفسیر فرمادی کہ جہاں مدد یا دوستی کے ساتھ لفظ دون آئے گا وہاں مقابل اور رب کو چھوڑ کر معنی دے گا نہ کہ صرف سواء یا علاوہ کے۔

نیز اگر اس جگہ دون کے معنی سواء کئے جائیں تو آیات میں تعارض بھی ہوگا کیونکہ مثلاً یہاں تو فرمایا گیا رب کے سوا تمہارا کوئی ولی اور مددگار نہیں اور جو آیات ولی کی بحث میں پیش کی گئیں وہاں فرمایا گیا کہ تمہارا ولی اللہ اور رسول اور نیک مومنین ہیں یا تمہارے ولی فرشتے ہیں یا فرمایا گیا کہ اے مولیٰ اپنی طرف سے ہمارے مددگار فرما۔اس تعارض کا اٹھانا بہت مشکل ہوگا۔

نیز اگر ان آیات میں دون کے معنی سواء کئے جائیں تو عقل کے بالکل خلاف ہوگا اور رب کا کلام معاذ اللہ جھوٹا ہوگا۔

مثلاً یہاں فرمایا گیا کہ اَمِ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ انہوں نے خدا کے سوا سفارشی بنالیئے۔سفارشی تو خدا کے سوا ہی ہوگا۔پ ۲۴،الزمر:۴۳

خدا تو سفارشی ہو سکتا ہی نہیں یا فرمایا گیا:

اَلَّا تَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِیۡ وَکِیۡلًا ﴿۲﴾ بنی اسرآءیل: 2

میرے سوا کسی کو وکیل نہ بناؤ حالانکہ دن رات وکیل بنایا جاتا ہے اب وکیل کے معنی کی توجیہیں کرو اور شفعاء کے متعلق بحث کرتے پھرو لیکن اگر یہاں دون کے معنی

مقابل کر لئے جائیں تو کلام نہایت صاف ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقابل نہ کوئی سفارشی ہے نہ وکیل، نہ کوئی حمایتی ہے نہ کوئی مددگار نہ کوئی دوست جو کوئی جو کچھ ہے وہ رب تعالیٰ کے ارادہ اور اسی کے حکم سے ہے لہٰذا جہاں بندوں سے ولایت، حمایت، مدد، دوستی کی نفی ہے وہاں رب تعالیٰ کے مقابل ہو کر ہے کہ رب تعالیٰ چاہے ہلاک کرنا اور یہ مدد کر کے بچالیں اور جہاں ان چیزوں کا بندوں کے لئے ثبوت ہے وہاں اذن الٰہی سے مدد نصرت وغیرہ ہے۔

اعتراض:

ان آیات میں مِن دُونِ اللہِ سے اللہ کے سواء ہی مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سواء غائبانہ مافوق الاسباب مدد کرنے والا کوئی نہیں۔ یہ ہی عقیدہ شرک ہے۔ جن آیتوں میں اللہ کے بندوں کی مدد اور ولایت کا ثبوت ہے۔ وہاں حاضرین زندوں کی اسباب غائبانہ مدد مراد ہے۔ جواہر القرآن

جواب: یہ توجیہ بالکل غلط ہے چند وجہوں سے ایک یہ کہ نفی مدد کی آیتوں میں کوئی قید نہیں ہے مطلق ہیں تم نے اپنے جیب سے اس میں تین قیدیں لگائیں غائبانہ، مافوق الاسباب، مردوں کی مدد، قرآن کی آیت خبر واحد سے بھی مقید نہیں ہوسکتی اور تم صرف اپنے گمان وہم سے مقید کر رہے ہو۔ اور اگر دون کو بمعنی مقابل لیا جاوے تو کوئی قید لگانی نہیں پڑتی۔

دوسرے یہ کہ تمہاری یہ تفسیر خود قرآن کی اپنی تفسیر کے خلاف ہے قرآن کی مذکورہ بالا آیات نے بتایا کہ یہاں دون بمعنی مقابل ہے۔ لہٰذا تمہاری یہ تفسیر تحریف ہے۔ تفسیر نہیں۔ تیسرے یہ کہ ان قیدوں کے باوجود آیت درست نہیں ہوتی کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ سے بیٹھے ہوئے حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مافوق الاسباب مدد فرمادی کہ

انہیں دشمن کی خفیہ تدبیر سے مطلع فرمادیا۔حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام کی مافوق الاسباب دور سے مدد فرمادی کہ اپنی قمیص کے ذریعہ باذن پروردگاران کی آنکھیں روشن فرمادیں اور ظاہر ہے کہ قمیص آنکھ کی شفا کا سبب نہیں لہٰذا یہ مدد مافوق الاسباب ہے۔موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات کے بعد ہماری مافوق الاسباب یہ مدد کی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کرادیں۔

اس قسم کی سینکڑوں مددیں ہیں جو اللہ کے پیاروں نے غائبانہ مافوق الاسباب فرمائیں۔تمہاری اس تفسیر کی رو سے سب شرک ہوگئیں غرضیکہ تمہاری یہ تفسیر درست نہیں ہوسکتی۔چوتھے یہ کہ تم اپنی قیدوں پرخود قائم نہ رہوگے۔اچھا بتاؤ۔اگر غائبانہ امداد تو منع ہے کیا حاضرانہ امداد جائز ہے تو بتاؤ کسی زندہ ولی سے اس کے پاس جاکر فرزند مانگنا یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے روضہ اطہر پر جاکر حضور سے جنت مانگنا دوزخ سے پناہ مانگنا جائز ہے تم اسے بھی شرک کہتے ہو تو تمہاری یہ قیدیں خود تمہارے مذہب کے خلاف ہیں بہرحال یہ قیود باطل ہیں ان آیات میں دون بمعنی مقابل ہے۔

علم القران

مردے سنتے ہیں اور محبوبین بعدوفات مدد کرتے ہیں

اس مسئلہ کی تحقیق پہلے بابوں میں ہوچکی ہے کہ مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ مردے سنتے ہیں اور زندوں کے حالات دیکھتے ہیں کچھ اجمالی طور سے یہاں عرض کیا جاتا ہے

1فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ

پس پکڑلیا قوم صالح کو زلزلے نے تو وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ

گئے پھر صالح نے ان سے منہ پھیرا اور کہا کہ اے میری قوم میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچادی اور تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے۔

پ8،الاعراف:78۔ 79

2 فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۹۳﴾

تو شعیب نے ان مرے ہوؤں سے منہ پھیرا اور کہا اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا چکا اور تمہیں نصیحت کی تو کیوں کر غم کروں کافروں پر۔

پ9،الاعراف: 93

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ صالح علیہ السلام اور شعیب علیہ السلام نے ہلاک شدہ قوم پر کھڑے ہو کر ان سے یہ باتیں کیں۔

3 وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ ۔ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾

ان رسولوں سے پوچھو جو ہم نے آپ سے پہلے بھیجے کیا ہم نے رحمٰن کے سوا اور خدا ٹھہرائے ہیں جو پوجے جاویں۔ پ،25 الزخرف: 45

گزشتہ نبی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں وفات پاچکے تھے فرمایا جارہا ہے کہ وفات یافتہ رسولوں سے پوچھو کہ ہم نے شرک کی اجازت نہ دی تو ان کی امتیں ان پر تہمت لگا کر کہتی ہیں کہ ہمیں شرک کا حکم ہمارے پیغمبروں نے دیا ہے۔

اگر مردے نہیں سنتے تو ان سے پوچھنے کے کیا معنیٰ؟ بلکہ اس تیسری آیت سے تو یہ

معلوم ہوا کہ خاص بزرگوں کو مردے جواب بھی دیتے ہیں اور وہ جواب بھی سن لیتے ہیں۔اب بھی کشف قبور کرنے والے مردوں سے سوال کرلیتے ہیں۔اس لئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے بدر کے مقتول کافروں سے پکار کر فرمایا کہ بولو میرے تمام فرمان سچے تھے یا نہیں۔ فاروق اعظم نے عرض کیا کہ بے جان مردوں سے آپ کلام کیوں فرماتے ہیں تو فرمایا وہ تم سے زیادہ سنتے ہیں۔

صحیح البخاری،کتاب الجنائز، باب فی عذاب القبر،الحدیث، 1370ج1،ص،462دار الکتب العلمیۃ بیروت

دوسری روایت میں ہے کہ دفن کے بعد جب زندے واپس ہوتے ہیں تو مردہ ان کے پاؤں کی آہٹ سنتا ہے۔

مکاشفۃ القلوب،الباب الخامس والاربعون فی بیان القبر وسؤالہ،ص ۱۷۱،دار الکتب العلمیۃ بیروت

اسی لئے ہم نمازوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو سلام کرتے ہیں اور کھانا کھانے والے، استنجا کرنے والے، سوتے ہوئے کو سلام کرنا منع ہے کیونکہ وہ جواب نہیں دے سکتے تو جو جواب نہ دے سکے اسے سلام کرنا منع ہے اگر مردے نہ سنتے ہوتے تو قبرستان جاتے وقت انہیں سلام نہ کیا جاتا اور نماز میں حضور کو سلام نہ ہوتا۔

ضروری ہدایت: زندگی میں لوگوں کی سننے کی طاقت مختلف ہوتی ہے بعض قریب سے سنتے ہیں جیسے عام لوگ اور بعض دور سے بھی سن لیتے ہیں جیسے پیغمبر اور اولیائ۔مرنے کے بعد یہ طاقت بڑھتی ہے گھٹتی نہیں لہٰذا عام مردوں کو ان کے قبرستان میں جا کر پکار سکتے ہیں دور سے نہیں لیکن انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دور سے بھی پکار سکتے ہیں کیونکہ وہ جب

زندگی میں دور سے سنتے تھے تو بعد وفات بھی سنیں گے۔ لہذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو
ہر جگہ سے سلام عرض کرو مگر دوسرے مردوں کو صرف قبر پر جا کر دور سے نہیں۔
دوسری ہدایت: اگرچہ مرنے کے بعد روح اپنے مقام پر رہتی ہے لیکن اس کا
تعلق قبر سے ضرور رہتا ہے کہ عام مردوں کو قبر پر جا کر پکارا جاوے تو سنیں گے مگر اور جگہ سے
نہیں۔ جیسے سونے والا آدمی کہ اس کی ایک روح نکل کر عالم میں سیر کرتی ہے لیکن اگر اس
کے جسم کے پاس کھڑے ہو کر آواز دو تو سنے گی۔ دوسری جگہ سے نہیں سنتی۔

اعتراض: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جو نماز وغیرہ میں سلام کیا جاوے اس
میں یہ نیت نہ ہو کہ آپ سن رہے ہیں بلکہ جیسے کسی سے سلام کہلا کر بھیجتے ہیں یا کسی کو خط میں سلام
لکھتے ہیں ایسے ہی سلام کیا جائے کیونکہ دور کے آدمی کا سلام فرشتے پہنچاتے ہیں اور پاس
والے کا سلام خود حضور سنتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ وہابی

جواب: اس کے چند جواب ہیں ایک یہ کہ تمہارے عقیدے کے یہ بھی خلاف ہے
کہ تم تو کہتے ہو کہ مردے سنتے ہی نہیں اور آیات پیش کرتے ہو اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے قبر انور میں سے سن لیا تو تمہارے قول کے خلاف ہو گیا۔ دوسرے یہ کہ جب کسی کے ہاتھ
سلام کہہ کر بھیجتے ہیں تو اسے خطاب کر کے السلام علیکم نہیں کہتے بلکہ جانے والے کو کہتے ہیں کہ
ہمارا سلام کہہ دینا ہم لوگ نماز وغیرہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خط تو لکھتے نہیں
تمہارے قول کے مطابق فرشتوں سے کہلا کر بھیجتے ہیں تو اس صورت میں یہ نہ کہا جاتا کہ اے
نبی تم پر سلام ہو بلکہ یوں کہا جانا چاہئے کہ اے فرشتو! حضور سے ہمارا سلام کہنا، خطاب فرشتوں
سے ہونا چاہیے تھا۔ تیسرے یہ کہ تمہاری پیش کردہ حدیث میں یہ نہیں ہے کہ دور والے کا سلام
نہیں سنتے صرف یہ ہے کہ دور والے کا سلام ملائکہ پیش کرتے ہیں ہو سکتا ہے کہ ملائکہ بھی پیش

کرتے ہوں اور سرکار خود بھی سنتے ہوں، جیسے کہ فرشتے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں بندوں کے اعمال پیش کرتے ہیں تو خدا کیا ان کے اعمال خود نہیں جانتا ضرور جانتا ہے مگر پیشی بھی ہوتی ہے۔

اعتراض: مردے نہیں سنتے قرآن کریم فرما رہا ہے:

1 وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾

تم قبر والوں کو نہیں سنا سکتے۔ پ،22 فاطر: 22

2 اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ

پس تم نہیں سنا سکتے مردوں کو اور نہیں سنا سکتے بہروں کو پکار جب وہ پیٹھ دے کر پھریں اور نہ اندھوں کو ان کی گمراہی سے راہ پر لاؤ۔ پ،20 النمل: 80،81

ان آیات میں صاف بتایا گیا کہ قبر والے اور مردے نہیں سنتے۔

جواب: اس اعتراض کے چند جواب ہیں ایک یہ کہ تم بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سننے کے قائل ہو کہ جو قبر انور پر سلام پڑھا جاوے وہ سرکار سن لیتے ہیں وہ بھی اس آیت کے خلاف ہوا۔ دوسرے یہ کہ آیت میں یہ بھی ہے کہ تم اندھوں کو گمراہی سے نہیں نکال سکتے حالانکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ہزاروں اندھے ہدایت پر آگئے۔ تیسرے یہ کہ یہاں قبر والوں اور مردوں، اندھوں اور بہروں سے مراد وہ کفار ہیں جن پر مہر ہو چکی جن کے ایمان کی توقع نہیں اسے خود قرآن کریم بتا رہا ہے۔ چنانچہ تمہاری پیش کردہ انہی آیات کے آخر میں یہ ہے۔

1 اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾

تم اس کو سناتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاویں اور وہ مسلمان ہوں۔

پ20، النمل: 81

یہ سورہ نمل اور سورہ روم میں دونوں جگہ ہے اگر وہاں اندھے، بہرے، مردے سے مراد یہ اندھے اور مردے ہوتے تو ان کے مقابل ایمان اور اسلام کا ذکر کیوں ہوتا۔ پتا لگا کہ اس سے دل کے مردے، دل کے اندھے مراد ہیں۔ انہیں مردہ بہرہ اس لئے فرمایا کہ جیسے مردے پکارسے نفع اور نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ ایسے ہی یہ لوگ ہیں نیز قرآن کریم کافروں کے بارے میں فرماتا ہے:

2 صُمٌّۢ بُكۡمٌ عُمۡیٌ فَهُمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ ﴿۱۸﴾

یہ کفار بہرے، گونگے، اندھے ہیں پس وہ نہ لوٹیں گے۔ پ1، البقرۃ: 18

3 اَوَمَنۡ كَانَ مَیۡتًا فَاَحۡیَیۡنٰهُ وَجَعَلۡنَا لَهٗ نُوۡرًا یَّمۡشِیۡ بِهٖ فِی النَّاسِ كَمَنۡ مَّثَلُهٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیۡسَ بِخَارِجٍ مِّنۡهَا ؕ كَذٰلِكَ زُیِّنَ لِلۡكٰفِرِیۡنَ مَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾

اور کیا وہ جو مردہ تھا تو ہم نے اسے زندہ کردیا اور اس کے لئے ایک نور کردیا جس سے لوگوں میں چلتا ہے وہ اس جیسا ہوگا جو اندھیروں میں ہے ان سے نکلنے والا نہیں یوں ہی کافروں کی آنکھ میں ان کے اعمال بھلے کردیئے گئے ہیں۔ پ8، الانعام: 122

اس آیت میں مردے سے مراد کافر، زندگی سے مراد ہدایت، اندھیروں سے مراد کفر، روشنی سے مراد ایمان ہے۔ یہ آیت تمہاری پیش کردہ آیات کی تفسیر ہے۔

4 وَمَنۡ كَانَ فِیۡ هٰذِهٖۤ اَعۡمٰی فَهُوَ فِی الۡاٰخِرَةِ اَعۡمٰی وَاَضَلُّ سَبِیۡلًا ﴿۷۲﴾

جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور راستے سے بہکا ہوا ہے۔

پ15، بنی اسرآءیل: 72

اس میں بھی اندھے سے مراد دل کا اندھا ہے نہ کہ آنکھ کا اندھا، بہرحال جن آیتوں میں اندھوں، مردوں، بہروں کے نہ سننے نہ ہدایت پانے کا ذکر ہے۔ وہاں کفار مراد ہیں بلکہ مردے مدد بھی کرتے ہیں آیات ملاحظہ ہوں۔

1 وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ

اور وہ وقت یاد کرو جب اللہ نے نبیوں کا عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس رسول تشریف لاویں جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کریں تو تم ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا۔ پ3 ال عمران: 81

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں سے عہد لیا کہ تم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا حالانکہ وہ پیغمبر آپ کے زمانہ میں وفات پا چکے تو پتا لگا کہ وہ حضرات بعد وفات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان بھی لائے اور روحانی مدد بھی کی چنانچہ سب نبیوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے معراج کی رات نماز پڑھی یہ اس ایمان کا ثبوت ہوا حج وداع میں بہت سے پیغمبر آپ کے ساتھ حج میں شریک ہوئے اور موسیٰ علیہ السلام نے اسلام والوں کی مدد کی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کرادیں آخر میں عیسیٰ علیہ السلام بھی ظاہری مدد کے لئے آئیں گے اموات کی مدد ثابت ہوئی۔

2 وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۶۴﴾

اور اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو تمہارے پاس آجاویں پھر خدا سے مغفرت مانگیں اور رسول بھی ان کیلئے دعاء مغفرت کریں تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا

مہربان پائیں۔پ5،النساء: 64

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدد سے توبہ قبول ہوتی ہے اور یہ مدد زندگی سے خاص نہیں بلکہ قیامت تک یہ حکم ہے یعنی بعد وفات بھی ہماری توبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کی مدد سے قبول ہوگی بعد وفات مدد ثابت ہوئی۔ اسی لئے آج بھی حاجیوں کو حکم ہے کہ مدینہ منورہ میں سلام پڑھتے وقت یہ آیت پڑھ لیا کریں اگر یہ آیت فقط زندگی کے لئے تھی تو اب وہاں حاضری کا اور اس آیت کے پڑھنے کا حکم کیوں ہے۔

3وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر جہانوں کے لئے رحمت۔پ،17 الانبیاء: 107

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام جہانوں کی رحمت ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بھی جہان تو رہے گا اگر آپ کی مدد اب بھی باقی نہ ہو تو عالم رحمت سے خالی ہوگیا۔

4وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر۔

پ،22 سبا: 28

اسلئے ساس میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد آئے اور آپ کی یہ مدد تا قیامت جاری ہے۔

5وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ

اور یہ بنی اسرائیل کافروں کے مقابلہ میں اسی رسول کے ذریعہ سے فتح کی دعا

کرتے تھے پھر جب وہ جانا ہوا رسول ان کے پاس آیا تو یہ ان کا انکار کر بیٹھے۔

پ 1،البقرۃ: 89

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے بھی لوگ آپ کے نام کی مدد سے دعائیں کرتے اور فتح حاصل کرتے تھے۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مدد دنیا میں آنے سے پہلے شامل حال تھی تو بعد بھی رہے گی اسی لئے آج بھی حضور کے نام کا کلمہ مسلمان بناتا ہے۔ درود شریف سے آفات دور ہوتی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات سے فائدہ ہوتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے تبرکات سے بنی اسرئیل جنگوں میں فتح حاصل کرتے تھے۔ یہ سب بعد وفات کی مدد ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم! اب بھی بحیات حقیقی زندہ ہیں ایک آن کے لئے موت طاری ہوئی اور پھر دائمی زندگی عطا فرمادی گئی قرآن کریم تو شہیدوں کی زندگی کا بھی اعلان فرمارہا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا ثبوت یہ ہے کہ زندوں کے لئے کہا جاتا ہے کہ فلاں عالم ہے، حافظ ہے، قاضی ہے اور مردوں کے لئے کہا جاتا ہے کہ وہ عالم تھا، زندوں کے لئے ہے اور مردوں کے لئے تھا استعمال ہوتا ہے۔ نبی کا کلمہ جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کی زندگی میں پڑھتے تھے وہی کلمہ قیامت تک پڑھا جاوے گا کہ حضور اللہ کے رسول ہیں۔ صحابہ کرام بھی کہتے تھے کہ حضور اللہ کے رسول ہیں۔ شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین ہیں اور ہم بھی یہ ہی کہتے ہیں اگر آپ زندہ نہ ہوتے تو ہمارا کلمہ بدل جانا چاہیے تھا ہم کلمہ یوں پڑھتے کہ حضور اللہ تعالیٰ کے رسول تھے، جب آپ کا کلمہ نہ بدلا تو معلوم ہوا کہ آپ کا حال بھی نہ بدلا لہٰذا آپ اپنی زندگی شریف کی طرح ہی سب کی مدد فرماتے ہیں

[علم القران]

ایک پڑوسی کی توبہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن رجاء علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ کوفہ میں امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے پڑوس میں ایک موچی رہتا تھا جو تمام دن تو محنت مزدوری کرتا اور رات گئے گھر میں مچھلی یا گوشت لے کر آتا پھر اسے بھون کر کھاتا۔اس کے بعد شراب پیتا جب شراب کے نشے میں دھت ہو جاتا تو خوب اودھم مچاتا اور شور کرتا۔اس طرح رات گئے تک سلسلہ رہتا یہاں تک کہ اسے نیند گھیر لیتی۔

کروڑوں حنفیوں کے عظیم پیشوا حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کو اس شوروغل سے بے حد تکلیف ہوتی لیکن آپ تمام رات نماز میں مشغول رہتے۔ایک رات اس ہمسایہ موچی کی آواز نہ سنی۔صبح کو اس کے بارے میں استفسار فرمایا تو آپ کو بتایا گیا کہ کل رات اس کو سپاہیوں نے پکڑ لیا ہے اور وہ قید میں ہے۔امام اعظم علیہ الرحمۃ نے نماز فجر ادا کی اور اپنی سواری پر سوار ہو کر خلیفہ کے پاس پہنچے اور اپنے آنے کی خلیفہ کو اطلاع بھجوائی۔خلیفہ نے حکم دیا، آپ علیہ الرحمۃ کی سواری کی لگام تھام کر نہایت ہی احترام کے ساتھ فرش شاہی تک لے آؤ اور آپ علیہ الرحمۃ کو سواری سے نہ اترنے دیا جائے۔سپاہیوں نے ایسا ہی کیا۔خلیفہ نے دریافت کیا: کیا حکم ہے؟ آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: میرا ایک ہمسایہ موچی تھا جسے کل رات سپاہیوں نے پکڑ لیا ہے اُس کی آزادی کا حکم فرمائیے۔خلیفہ نے فرمان جاری کر دیا کہ اس موچی کو فوراً رہا کر دو اور ہر اس قیدی کو بھی رِہا کر دو جو آج کے دن پکڑا گیا ہے۔ چنانچہ سب کو آزاد کر دیا گیا۔

پھر امام اعظم علیہ الرحمۃ سواری پر سوار ہو کر چل دیئے۔وہ ہمسایہ ان کے پیچھے پیچھے

چلنے لگا تو امام اعظم علیہ الرحمۃ نے پوچھا: اے نوجوان! کیا ہم نے تمہیں کوئی تکلیف دی؟ اس نے عرض کی: نہیں بلکہ آپ نے تو میری مدد فرمائی اور میری سفارش فرمائی، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہتر جزاء عطا فرمائے کہ آپ نے ہمسائے کی حرمت اور حق کی رعایت فرمائی۔ اس کے بعد اس شخص نے توبہ کرلی اور گناہوں سے باز آگیا۔ فیضان سنت ص ۳۶۰ بحوالہ مناقب سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ

کسی کے عیوب کی پردہ پوشی کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ اسکی دنیا و آخرت میں پردہ پوشی کریگا۔
مجمع الزوائد، کتاب الحدود، باب الستر علی المسلمین، رقم الحدیث ۱۰۴۷۲، ج ۶ ص ۳۷۱

جبکہ حضرتِ سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد نہ کرے جہاں اس کی عزت پامال کی جارہی ہو اور اسے گالیاں دی جارہی ہوں تو اللہ عزوجل اسے ایسی جگہ رسوا کریگا جہاں وہ اپنی مدد کا خواہش مند ہوگا اور جو مسلمان کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرے جہاں اسے گالیاں دی جارہی ہوں اور اس کی عزت پامال کی جارہی ہو تو اللہ عزوجل اس کی ایسی جگہ مدد فرمائے گا جہاں وہ اپنی مدد کا خواہش مند ہوگا۔

ابوداؤد کتاب الادب باب من ردعن مسلم غیبتہ رقم ۴۸۸۴ ج ۴ ص ۳۵۵

صاحب مزار نے مدد فرمائی

سبحٰن اللہ عزّوجلّ! اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہ تعالیٰ مزارات میں رہتے ہوئے بھی

اپنے مہمانوں کی خاطر مدارات فرماتے ہیں چُنانچہ حُجّۃُ الاِسلام حضرتِ سیِّدُ نا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کچھ اس طرح نقل کرتے ہیں، مکہ مکّرمہ کے ایک شافعی مُجاوِر کا کہنا ہے، مصر میں ایک غریب شخص کے یہاں بچے کی وِلادت ہوئی اُس نے ایک سماجی کارکن سے رابطہ کیا، وہ نومولود کے والد کو لیکر کئی لوگوں سے ملا مگر کسی نے مالی امداد نہ کی، آخر کار ایک مزار پر حاضری دی، اُس سماجی کارکن نے کچھ اس طرح فریاد کی، یاسیّدی! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، آپ اپنی ظاہری زندگی میں بہُت کچھ دیا کرتے تھے، آج کئی لوگوں سے نومولود کیلئے مانگا مگر کسی نے کچھ نہ دیا۔ یہ کہنے کے بعد اُس سماجی کارکن نے ذاتی طور پر آدھا دِینار نومولود کے والد پیش کرتے ہوئے کہا، جب کبھی آپ کے پاس پیسوں کی ترکیب بن جائے مجھے لوٹا دینا۔ دونوں اپنے اپنے راستے ہو لئے۔ سماجی کارکن کو رات خواب میں صاحبِ مزار کا دیدار ہوا، فرمایا، آپ نے مجھ سے جو کہا وہ میں نے سُن لیا تھا مگر اُس وقت جواب دینے کی اجازت نہ تھی، میرے گھر والوں سے جا کر کہئے کہ وہ انگیٹھی اَن۔گی۔ٹھی کے نیچے کی جگہ کھودیں، ایک مشکیزہ نکلے گا اُس میں 500 دِینار ہوں گے وہ ساری رقم اُس نومولود کے والد کو پیش کردیجئے۔ چُنانچہ وہ صاحبِ مزار کے گھر والوں کے پاس پہنچا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ ان لوگوں نے نشاندہی کے مطابق جگہ کھودی اور 500 دِینار نکال کر حاضر کر دیئے۔ سماجی کارکن نے کہا، یہ سب دینار آپ ہی کے ہیں، میرے خواب کا کیا اِعتبار! وہ بولے، جب ہمارے بُزُرگ دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی سخاوت کرتے ہیں تو ہم کیوں پیچھے ہٹیں! چُنانچہ ان لوگوں نے بِاِصرار وہ دِینار اُس سماجی کارکن کو دیئے اور اس نے جا کر اُس نومولود کے والِد کو پیش کر دیئے اور سارا واقعہ سنایا۔ اُس غریب شخص نے آدھے دینار سے قرضہ اُتارا اور آدھا دِینار اپنے پاس رکھتے ہوئے کہا، مجھے یہی کافی ہے۔ باقی سب

اُسی سماجی کارکُن کو دیے ہوئے کہا، بقیہ تمام دینار غریب و نادار لوگوں میں تقسیم فرما دیجئے۔
راوی کا بیان ہے، مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان سب میں کون زیادہ سخی ہے!

اِحیاءُ علوم الدین ج ۳ ص ۳۰۹

دین کی مدد

حضرتِ سیّدُنا ابو موسیٰ اَشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، سورہ براءت جیسی ایک سورت نازِل ہوئی پھر اُسے اٹھالیا گیا، لیکن اس میں سے یہ آیت لوگوں کو یاد ہے: بے شک اللہ تعالیٰ اِس دین کی ایسے لوگوں کے ذَرِیعے مدد فرماتا ہے جن کے کوئی اَخلاق نہیں ہیں

مجمع الزوائد ج ۵ ص ۵۴۹ حدیث ۹۵۶۶

سادات کی دستگیری پر انعام

حج کا پُر بہار موسم تھا، خوش نصیب حُجّاج اپنی دیرینہ آرزو کی تکمیل کے لئے قافلوں کی صورت میں سوئے حرم رواں دواں تھے۔ جو پہلی مرتبہ جارہے تھے ان کی کیفیت کچھ اور تھی جو بار بار زیارتِ حرمین شریفین سے مشرّف ہوچکے تھے ان کی کیفیت کچھ اور تھی۔ بار بار حاضری دینے کے باوجود دل بھرتا ہی نہیں۔ یہ مُبارَک سفر ہر سال ہی بہت پیارا ہوتا ہے چاہے کوئی پہلی بار جائے یا بار بار جائے کسی کی بھی محبت و دیوانگی میں کمی نہیں آتی۔ حُجّاج کرام کا ایک قافلہ جب عُرُوسُ البلاد بغداد شریف پہنچا تو حضرتِ سیّدُنا عبداللہ بن مُبارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دل مچلنے لگا، تمنائے زیارت نے دل کو بے چین کردیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حُجّاج کے قافلے کے ہمراہ جانے کا عزمِ مُصَمَّم یعنی پختہ ارادہ کرلیا اور سفر کا ضروری سامان

خریدنے کے لئے پانچ سو دینار لے کر بازار کی جانب روانہ ہو گئے، راستے میں ایک خاتون ملی بس کی حالت بتارہی تھی کہ یہ غربت وافلاس کا شکار ہے۔ اس خاتون نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا: اے بندۂ خدا! اللہ عَزَّ وَجَلَّ تجھ پر رحم فرمائے، میں سیدزادی ہوں، حوادثاتِ زمانہ کے ہاتھوں مجبور ہو کر دستِ سوال دراز کر رہی ہوں۔ میری چند بیٹیاں ہیں ان بیچاریوں کے پاس تن ڈھانپنے کے لئے کوئی کپڑا نہیں، آج چوتھا دن ہے ہم ماں بیٹیوں میں سے کسی نے ایک لقمہ بھی نہیں کھایا۔

سیدزادی کی درد بھری داستان سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دل بھر آیا۔ آپ نے پانچ سو دینار اس کی چادر میں ڈال دیئے اور کہا: اپنے گھر جلدی سے جاؤ اور یہ رقم اپنے استعمال میں لاؤ! اللہ ربُّ العزّت تمہارا حامی وناصر ہو۔ وہ غریب سیدزادی حمدِ خداوندی بجالائی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دعائیں دیتی ہوئی اپنے گھر روانہ ہوگئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اس سال میں حج کو نہ جاسکا، حُجّاج کا قافلہ روانہ ہوگیا اور میں رہ گیا لیکن مجھے اس سیدزادی کی مدد کرنے پر ایسا دِلی سکون ملا کہ اس سے قبل کبھی ایسا سکون نہ ملا تھا۔ حج کی سعادت حاصل کر کے حُجّاجِ کرام کے قافلے واپس آرہے تھے۔ جب ہمارا قافلہ آیا تو میں نے دل میں کہا: مجھے اپنے دوستوں سے مل کر انہیں حج کی مبارک باد دینی چاہے۔

چنانچہ، میں اپنے دوستوں کے پاس گیا، میں اپنے جس بھی حاجی دوست سے مل کر حج کی قبولیت کی دعا اور مُبارَک باد دیتا تو وہ کہتا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ آپ کا حج بھی قبول فرمائے اور آپ کی سعی قبول فرمائے۔ میں جتنے دوستوں سے ملا سب نے مجھے حج کی مبارکباد اور قبولیتِ حج کی دعا دی۔ میں بڑا حیران ہوا اور سوچنے لگا کہ جب میں نے اس سال حج کیا ہی نہیں تو یہ لوگ مجھے کس بات کی مُبارَک دے رہے ہیں؟ بہر حال میں حیران د

متعجب اپنے گھر لوٹ آیا، رات کو سویا تو میری سوئی ہوئی قسمت انگڑائی لے کر جاگ اٹھی، ہم غریبوں کے آقا، مدینے والے مصطفی، رسول خدا، احمد مجتبیٰ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنا نورانی چہرہ چمکاتے ہوئے تشریف لائے، لبہائے مبارکہ کو جنبش ہوئی، رحمت کے پھول جھڑنے لگے اور الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے:

لوگ جو تجھے حج کی مبارکباد دے رہے ہیں اس پر تعجب نہ کر، تو نے ایک حاجت مند کی مدد کی، مسکین کو غنی کر دیا، میں نے اللہ عزوجل سے دعا کی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے تیری صورت کا ایک فرشتہ پیدا فرما دیا اب وہ ہر سال تیری طرف سے حج کرتا رہے گا، اب اگر تو چاہے تو نفلی حج کر چاہے نہ کر۔